اردو رسم خط اور طباعت

تصنیف

پروفیسر ہارون خاں شروانی

—— :۰: ——

ناشر

مہتمم مطبوعات ، سعود منزل ، حمایت نگر

حیدرآباد دکن

اردو رسم خط اور طباعت

تصنیف

پروفیسر ہارون خاں شروانی

—————:٥:—————

ناشر

مہتمم مطبوعات، سعود منزل، حمایت نگر

حیدرآباد دکن

مطبوعہ

اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی، کاچی گوڑہ، حیدرآباد دکن

سنہ ۱۹۵۷ع

پیش لفظ

اردو رسم خط کے موضوع پر راقم کے دو مضمون انجمن ترقی اردو (ھند) کے رسالہ ،اردو ادب ، مین چھپ چکے ھین - پہلا مضمون " رومن رسم خط اور اردو زبان " جنوری ۱۹۵۱ع کے شمارے میں اور دوسرا " اردو رسم خط اور طباعت " ۱۹۵۶ع کے شمارے مین طبع ہوا ، اس کتاب مین ان کی ترتیب بدل دی گئی ھے ؛ ساتھہ ھی موضوع کی اہمیت اور وقت کے تقاضے کی خاطر ان پر مکمل نظر ثانی کرلی گئی ھے اور بعض حصون کو بالکل نئے قائب میں ڈھال دیا گیا ھے۔ امید ھے کہ اردو پریمیوں مین یہ کتاب مقبول ہوگی - رومن لپی پر پہلے باب میں مجمل اور دوسرے میں مفصل طور پر غور کیا گیا ھے، اس لئے ممکن ھے کہ ناظرین کرام کو بعض مکررات سے دو چار ہونا پڑے ؛ اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

مین پروفیسر آل احمد سرور سکریٹری انجمن ترقی اردو (ھند) کا ممنون ہون کہ انھوں نے ان دونوں مضمونوں کو کتاب کی شکل میں لے آنے کی اجازت دی۔ میں اپنے عزیز دوست ڈاکٹر محمد یوسف الدین صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے پروف کی تصحیح مین مدد دی، بلکہ اگر ان کا کرم شامل حال نہ ہوتا تو شاید یہ کتاب شائع نہ ہوسکتی ۔

ہ ۰ خ ۰ ش
حیدرآباد دکن
یکم اکتوبر سنہ ۱۹۵۷ع

فہرست مضامین

صفحہ

صفحہ

باب ۔ ۱

اردو رسم خط اور طباعت

----:o:----

تمہید

یہ مسئلہ مدت سے زیر بحث رہا ہے کہ مروجہ اردو رسم خط مین کسی قسم کی ترمیم یا تبدیلی کی ضرورت ہے یا نہین ، اور ہے تو اس کی نوعیت کیا ہونی چاہئے ، چونکہ زمانہ دراز سے حیدرآباد اردو زبان کا گہوارہ بنا رہا ہے اور آج بھی حیدرآباد شہر مین اردو مادری زبان والون کی تعداد دوسری کسی زبان والون سے زیادہ ہے اس لئے یہ قدرتی بات ہے کہ یہان اس مسئلے پر کافی توجہ کی گئی ہو، اور حال مین کئی مرتبہ اردو ادیبون ، اخبار والون اور دوسرے دانشورون کے درمیان تبادلہ خیالات رہا ہو ۔ مئی سنہ ۱۹۵۶ع مین حیدرآباد مین جو کل ہند اردو کانفرنس ہوئی اس مین بھی اردو کے بعض عالمون نے اس مسئلے پر مختلف پہلوون سے روشنی ڈالی ؛ لیکن ظاہر ہے کہ اس کی نوعیت ایسی نہ تھی کہ کانفرس کسی نتیجے پر پہنچتی یا کوئی ریزولیوشن پاس کرتی ۔ جو لوگ کانفرنس کے اس اجلاس مین موجود تھے جس مین اردو رسم خط کے مسئلے پر بحث ہوئی ان مین سے ہر ایک کو اس بات کا احساس تھا کہ اردو رسم خط زمانے کی دوڑ مین [illegible] رہا ہے اس کا تقاضا یہ تھا کہ مروجہ اردو

رسم

بھی اس کی ترقی مین مانع ہون ان کا انسداد کیا جائے اور ان تدبیرون پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے جو ہمین اپنی زبان کو ترقی کی منزل تک لے جانے مین ممد ثابت ہون۔

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہئیے کہ اردو رسم خط میں تبدیلی کے محرکات کیا ہین۔ ایک طرف شمال سے یہ آواز آتی ہے کہ اردو کو فورا دیوناگری لپی اختیار کرلینی چاہئیے، تو دوسری جانب آج سے نہین بلکہ ایک صدی سے زیادہ سے یہ تحریک چل رہی ہے کہ اردو کو رومن حروف میں لکھا جائے۔ تیسرا گروہ ان اردو پریمیون کا ہے جو اس صورت حال سے نالان ہین کہ ہمارے بہترین اخبار، اور بہترین رسالے، کتابین دیدہ زیبی اور ظاہری حسن کے اعتبار سے بیرون ملک کی مطبوعات کا تو کیا، خود اس ملک کی دوسری زبانون کی مطبوعات کا مقابلہ نہین کرسکتین، اور وہ سوچنے لگے ہین کہ اس تنازع للبقا کے دور مین ہماری زبان، جس کے متعلق ہمارا دعوی ہے کہ دیس کی باقی سب زبانون سے زیادہ بولی سمجھی جاتی ہے، کیسے اور کتنے دن پنپ سکتی ہے۔ آپ کسی ریلوے بکسٹال پر چلے جائیے، وھان تلنگی یا ملایالم یا ھندی کی کوئی کتاب یا اخبار اٹھا لیجئیے اور اس کا مقابلہ اپنے بہترین مطبوعے سے کیجئیے تو آپ سوچنے لگین گے کہ وہ زبان جس کا یہ مطبوعہ ہے مسابقت کے اس دور مین کس طرح زندہ رہ سکتی ہے!

یہان چالیس پینتالیس برس پہلے کا ایک قصہ یاد آگیا۔ سید راس مسعود جو بعد مین چل کر حیدرآباد کے معتمد تعلیمات، مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور بھوپال ریاست کے وزیر تعلیم ہوئے اور جو نسبتاً کم عمری مین اپنے دوستون اور عزیزون کو داغ مفارقت دے گئے، ولایت سے اعلی تعلیم حاصل کر کے سنہ ۱۹۱۲ع مین

وطن واپس ہوئے تھے - ان کے ایک دوست ای۰ایم۰فورسٹر E. M. Forster
تھے جن کا شمار آج کل انگریزی زبان کے چوٹی کے ادیبون مین سے ھے - جو
لوگ عصری ادب سے دلچسپی رکھتے ہین وہ یہ جانتے ہین کہ فورسٹر کا ناول
A Passage to India کس پائے کی کتاب ھے - فورسٹراس ناول کے لئے مواد
حاصل کرنے اور اس ملک کی « فضا » سے واقف ہونے کی غرض سے ہندستان
آئے اور علی گڑھ مین مسعود کے ساتھ ٹھرے - ہندستان کے عوام سے براہ راست
ربط پیدا کرنے کے لئے مسعود کے کہنے پر فورسٹر نے انگرکھا، دوپلو ٹوپی اور
چوڑی دار پائجامہ کی پوشش اختیار کرلی اور میزبان اور مہمان دونون گاؤن گاؤن
اور شہر شہر گھومنے پھرنے لگے - دھلی برطانوی ہند کا صدر مقام بن چکا تھا
لیکن ابھی تک ہند سرکار کلکتے سے منتقل نہ ہوئی تھی اور اس اجڑے ہوئے
شہر مین پرانی تہذیب اور شائستگی کے آثار باقی تھے - مسعود اور فورسٹر چاندنی
چوک مین گھوم رہے تھے کہ فورسٹر نے دریافت کیا کہ بھائی! تمھاری اردو زبان
کا سب سے بڑا کلاسیکی شاعر کون گزرا ھے؟ مسعود نے بلا تامل جواب دیا کہ
غالب سے بڑھ کر کون ہو گا - فورسٹر نے اس پر کہا کہ مین غالب کی کلیات خریدنا
چاہتا ہون - اس زمانے مین چاندنی چوک مین اردو کتب فروشون کی ایک نہین چار
چھے دوکانین تھین - مسعود ایک دوکان پر کھڑے ہو گئے اور دریافت کیا کہ آپ
کے یہان اردو دیوان غالب کا کوئی نسخہ ھے؟ معاً جواب ملا کہ ھمارے پاس اس
کے کئی اڈیشن ہین؛ آپ کو آٹھ آنے والا نسخہ دون یا بارہ آنے والا یا سب سے بہتر
نسخہ جس کی سوا روپیہ قیمت ھے؟ مسعود نے سوا روپیہ نکالا اور دیوان غالب
کا نسخہ خرید لیا - یہ بادامی کھردرے کاغذ پر چھپا ہوا تھا، جگہ جگہ روشنائی

کے دھبے پڑے تھے ، سفید تاگے سے سلا ہوا تھا۔ دونون دوکان سے آگے بڑھے تو فورسٹر نے مسعود سے پوچھا کہ کیا غالب تمہارا سب سے بڑا کلاسیکی شاعر تھا ؟ مسعود تو غالب کے گویا حافظ تھے اور انگریزی زبان پر انگریزون کی طرح قادر تھے ، فوراً انھون نے تاڑ اتاڑ غالب کے کتنے ہی اشعار سنا ڈالے اور ان کا انگریزی میں مطلب بھی بیان کردیا ، اور کہا کہ بعض اعتبارون سے غالب تمہاری انگریزی کے بعض بڑے بڑے شاعرون سے بھی بالاتر ہے ۔ فورسٹر غالب کے اشعار سن کر انگشت بدندان ہو گئے اور کہا کہ مسعود مجھے حیرت ہے کہ اتنے بڑے شاعر کے کلام کو تم لوگون نے ایسے ذلیل کاغذ پر چھاپا ہے جسے شائد ہم اپنے بدن کی صفائی کے لئے بھی استعمال نہ کرین گے ، اور اس کی طباعت کا یہ عالم ہے کہ جو طریقہ ہم نے صدیون پہلے ختم کردیا تم اس بیسوین صدی مین بھی اس مین اپنی بہترین کتابیں چھپواتے ہو ۔ مسعود کہتے تھے کہ مجھے یہ سن کر اتنی ندامت ہوئی کہ عرق عرق ہو گیا اور میرے لئے صرف ایک چارہ کار باقی رہ گیا وہ یہ کہ مبحث کو بدل دون ۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اوسط درجے کے اخبارون اور رسالون کی شکل و صورت کا معیار کم وبیش وہی ہے جو آج سے چالیس پینتالیس برس پہلے تھا اور گو کتابون کے گرد پوش اور رسالون کے سرورق ذرا زیادہ اہتمام سے چھپتے ہین لیکن طباعت کے اعتبار سے تو ہم شاید ایک انچ بھی آگے نہین بڑھ سکے ۔ پھر ایک طرف ہمارا یہ ادعا ہے کہ اردو زبان ہندستان کی دوسری عام زبانون سے زیادہ بولی سمجھی جاتی ہے تو دوسری جانب شاید یہودی مذہب کی اور پارسی مذہب کی طرح وہ محدود ہو کر رہ گئی ہے اور رسم خط کی پیچید گون

کی

کی وجہ سے زیادہ تر وھی لوگ اردو لکھنا پڑھنا سیکھتے ہین جن کی مادری زبان اردو ھے - یہ زبان کیسی ھی دل لبھانے والی ہو ، اس کا لوچ ، اس کی خوبروئی خود ھمارے وطنی بھائیون تک نہین پہنچ سکتی - ایك اور مشکل یہ آپڑی ھے کہ ہندستان کے نئے نقشے مین شاید سوائے دھلی اور کشمیر کے یہ کسی ریاست کی سرکاری زبان نہین رھی اور وہ صوبے یا رقبے جہان کل تک یہ اکثریت کی مادری زبان تھی وھان سے یا تو باضابطہ نکالی جارھی ھے ورنہ سرکاری اغراض کے حد تک حرف غلط کی طرح محو کی جارھی ھے [1] - پھر طرفہ یہ کہ شستہ سے شستہ

(۱) ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۵۶ء کو لوك سبھا مین یونین کے وزیر داخلہ شری داتار نے ایك سوال کا جواب دیتے ہوے کہا کہ « نیپالی ، سندھی اور اردو کے بعض ادارون کی طرف سے اس مضمون کی درخواستین وصول ہوئی ہیں کہ انہیں علاقائی زبان بنایا جائے ، مگر حکومت کے نزدیك انہون نے اس مطالبے کے جواز میں جو دلیلیں پیش کی ہیں وہ شافی نہیں - » ہمیں اس کا تو علم نہین کہ نیپالی اور سندھی زبان کے وہ کرن سے ادارے تھے جنھون نے ان زبانون کو علاقائی زبان بنانے پر زور دیا ھے اور نہ یہ معلوم کہ مختلف ریاستون مین نیپالی یا سندھی بولنے والون کی کیا تعداد ھے اور اس تعداد کا دوسری زبانین بولنے والون سے کیا تناسب ھے ؛ مگر جہان تك اردو کا تعلق ھے غالباً شری داتار کا اشارہ اس عظیم الشان درخواست سے ہوگا جسے تین سال ہوئے بیس لاکھ سے زیادہ دستخطون سے انجمن ترقی اردو (ہند) کی طرف سے راشٹرپتی راجندر پرشاد کی خدمت مین پنڈت ھردے ناتھ کنزرو اوران کے چھ رفیقون نے پیش کیا تھا اور جس کا ماحصل یہ تھا کہ ھمارے دستور کے دفعہ ۳۴۷ کی رو سے اردو کو اترپردیش میں ھندی کے ساتھ ساتھ علاقائی زبان کی حیثیت دی جائے - دفعہ ۳۴۷ یہ ھے :

347 : "On a demand being made in that behalf, the President may, if he is satisfied that a substantial proportion of the population of a state desire the use of any language spoken by them, to be recognised by State, direct that such language shall be officially recognised throughout the State for any purposes that he may specify."

اردو اگر صرف بولی جاتی ہے یا (سینما کی فلمون کی طرح) سنی جاتی ہے تو اسے
ہندی کہہ کر اس کے اعداد وشمار کم کئے جاتے ہیں۔ غالبا یہی وہ محرکات تھے
جن کی وجہ سے اردو والون کو اس کے رسم خط کی طرف توجہ ہوئی ہے اور
وہ یہ سوچنے لگے ہیں کہ اس کے بولنے والون کی تعداد ہندستان مین کتنی ہی
بڑھی ہوئی کیون نہ ہو، اس کے لکھنے پڑھنے والون کی گنتی نہایت کم ہے اور
موجودہ رسم خط اور طباعت ہوتے ہوئے اس کا پیام دوسرون تک پہنچانا تقریبا
ناممکن ہو گیا ہے۔

رسم خط کی اصلاح

اس وقت اردو رسم خط کی اصلاح یا تبدیلی کے متعلق تین تحریکین ملک کے
سامنے ہیں۔ ایک تحریک تو یہ ہے کہ ہندستان کی دوسری زبانون کی سیدھ میں
لانے کے لئے اس کی لپی بدل کر ناگری لپی کو اختیار کیا جائے، دوسری یہ کہ
اس کا دائرہ وسیع کرنے اور اس کی لکھائی چھپائی مین آسانی پیدا کرنے کی
غرض سے رومن رسم خط مین مناسب ترمیمین کر کے اسے بالفعل موجودہ
رسم خط کے ساتھ ساتھ اختیار کیا جائے، اور تیسرے یہ کہ لکھت کی حد تک
تو اس کا رسم خط نستعلیق یا شکست رہنے دیا جائے، لیکن طباعت کا معیار
بڑھانے کے لئے عربی، فارسی، سندھی، ملائی اور پشتو کی طرح فی الفور نسخ

بظاہر حکومت ہند اردو کو یو-پی کے ایک زبان کے طور پر بھی تسلیم کر لینے کے لے تیار نہیں اگر
۲۰ لاکھ سے زیادہ افراد کے دستخطوں کی بھی کوئی اہمیت نہیں اور مسئلہ ایسی زبان
کا ہے جس کے بولنے والوں کی مغربی یو۰پی میں اکثریت ہے تو پھر اردو کی حد تک دفعہ
۳۴۷ بے معنی ہو جاتی ہے۔

ٹائپ کا رواج عام کردیا جائے - یہ تو اصلاح یا تبدیلی کی تحریکین ہوئین ؛
ایك چوتھا مسلك یہ بھی ھے کہ اردو زبان کی جان گویا نستعلیق ٹائپ مین ھے
اور کتابین ٹائپ مین چھپین گی تو وہ مہنگی پڑین گی ، اس لئے جو ڈھرا چلا
جارہا ھے وھی رھنے دیا جائے ، ورنہ اردو زبان کی مقبولیت کم ہو جائیگی اور
اس کی ترقی رك جائیگی - ان مہربانون کا یہ بھی کہنا ھے کہ نستعلیق مین ھر لفظ کے
نوك پلك کاخیال رکھا جاتا ھے اور اس کا لحاظ جیسا لیتھو چھاپےمیں ہوسکتا ھے
ایسا کسی دوسرے طریقے مین ممکن نہین ، اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ نستعلیق
رسم خط اور لیتھو چھپائی ھی قائم رھے ورنہ اردو فنا ہو جائیگی - اس طبقے کی
رجائیت باعث تقلید ہو لیکن اگر اس کے معنے یہ ھین کہ ھم آنکھین بند کئے لکیر کے
فقیر بنے رھیں اور وظیفہ پڑھتے رھین کہ ھماری زبان نہین مٹ سکتی اور ھمین
کسی طرح کی جدو جھد یا اصلاح کی ضرورت نہین تو ھمین اس طبقے سے کچھ
کہنا نہین- قومون کی طرح زبانین بھی بنتی بگڑتی رھتی ھین - فارسی جیسی مدھ بھری
زبان جو ڈیڑھ سو برس پہلے ھمارے ملك کے طول و عرض مین پھیلی ہوئی تھی
وہ پے در پے سیاسی انقلابون کے باعث نابود ہو گئی - اردو کے علاوہ دنیا کی
کوئی زبان اب لیتھو مین نہین چھپتی - ایسے رسم خط کو جس کی ایك داب مین
نو سو یا زیادہ سے زیادہ ھزار صفحے نہ چھپ سکتے ہون ، جو بنیادی تعلیم کی
ضروریات سے بالکل نا آشنا ہو ، جس کے ''نوك پلك،، کا (جس پر ھمین اتنا
ناز ھے) کسی اخبار یا معمولی رسالے مین پتہ بھی نہ چلتا ہو ، جس کی کتابون مین
مضمون کے ساتھہ نہ ھاف ٹون تصویرین چھپ سکتی ہون نہ نقشے ، جس کے
اخبارون مین تصویرین چھپین تو ایك کا دوسری سے امتیاز مشکل ہو ، اگر

باوجود ان تمام باتون کے کوئی شخص لیتھو کو اردو کی بقا کی ضمانت سمجھتا ھے تو یہ خیال اسے مبارک ھو ، وہ اردو کو فنا کی طرف لے جا رھا ھے نہ کہ بقا کی طرف [1]۔

دیونا گری لپی

اب ان تحریکون کو یکے بعد دیگرے لیجئے جو اردو کے رسم خط کی اصلاح کے متعلق پیش کی جارھی ھین۔ جھان تک دیونا گری لپی کا تعلق ھے سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ آخر اس لپی مین کون سی خوبیان ھین کہ ھم اپنا رسم خط چھوڑ کر اسے اختیار کرلین۔ اس مین شبہ نہیں کہ ناگری لپی نے ڈ اور ڑ جیسی پیش آریائی آوازون اور ق ، خ ، غ ، جیسے عربی مخارج مین تھوڑا بہت تصرف کر کے اپنا لیا ھے ؛ ساتھ ھی دوسری قومون کے بہت سے اعلام کو اس لپی میں کم وبیش صحیح طور پر ادا کیا جاسکتا ھے۔ مگر ناگری لپی میں بعض ایسی خامیان ھیں کہ ان کی وجھ سے نہ صرف اردو ھی کی مشکلات حل نہین ھو سکتیں بلکہ جب تک اس میں انقلابی تبدیلیان نہ ھون طویل مدت کے نقطۂ نظر سے خود ھندی کے لئے بھی یہ لپی باقی رھنے کا مسئلہ قابل غور ھے۔ ناگری میں جملہ حروف کی تعداد

(۱) یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ جس پتھر پر اردو اخبار رسالے اور کتابین چھپتی ھیں وہ ادنی درجے کا پتھر ھوتا ھے۔ لیتھو کا پتھر تین طرح کا ھوتا ھے :
۱۔ آسمانی پتھر جو نہایت سخت ھوتا ھے اور جو زیادہ تر تصویرین اتارنے کے کام آتا ھے ؛
۲۔ خاکستری پتھر جو علاوہ تصویروں کے دوسرے نہایت باریک نقش و نگار اتارنے میں استعمال ھوتا ھے ؛ اور
۳۔ زرد پتھر جو اب سوائے اردو چھپائی کے اور کسی کام نہیں آتا لیتھو کی ایجاد بے، ویریا کے ایک ایکٹر سینے فیلڈر Senefelder نے انسیوین صدی کے ابتدا میں کی مگر چھپائی کا یہ طریقہ یورپ میں کبھی مقبول نہیں ھوا۔ دیکھئے : Encyclopaedia Brittanica سنہ ۱۹۳۹ع جلد ۱۸ ، صفحہ ۵۰۸ وغیرہ۔

٥٢ ھے جس مین سے ١٦ حروف علت اور ٣٦ صحیح حروف ھین ۔ حروف علت مین اِ، ای، اُ، او، اے، ائی، آو، او، کے لئے بالکل علحدہ علحدہ شکلین ھین حالانکہ یہ آوازین अ پر ماترائین لگانے سے ظاھر کی جا سکتی تھین ۔ صحیح حروف میں دس کو نفسی[3] کہاجا سکتا ھے جن کے ذریعے سے اس تلفظ کا اظہار کیاجاتا ھے جو بنیادی آواز کے ساتھہ ھ کی آواز ملانے سے پیدا ھوتا ھے ۔ یہ حروف ख , छ , झ , ठ , ढ , थ , ध , फ ھین اور یہ بنیادی حروف क , च , ज , ट , ड , त , द , प سے بالکل مختلف ھین حالانکہ یہ مقصد بنیادی حروف کے ساتھہ ह لگانے سے پورا ھوسکتا تھا ۔ ان کے علاوہ ھندی کی حدتک ङ , न ,اور ण کی ایک ھی آواز ھے ۔ ماترا کی یہ کیفیت ھے کہ یہ کبھی حرف کے اوپر، کبھی نیچے، کبھی سیدھی طرف اور کبھی الٹی طرف لگائی جاتی ھے اورجب یہ حرف کے الٹی طرف لگائی جاتی ھے تو نظر پہلے ماترا پر اور اس کے بعد اصل حرف پر پڑتی ھے جو نظریاتی اور نفسیاتی اصول کے بالکل خلاف ھے[4] ۔ بعض حروف کی کشش نہایت پیچیدہ ھے ۔ پروفیسر نرائن مینن اپنے رسالے Script Reform مین کہتے ھیں کہ ناگری کا سب سے پہلا حرف یعنی अ اشٹ پد کی طرح چارون طرف ھاتھ پاؤن پھیلائے ھوئے ھے ۔ اس کے بر عکس جو حروف مدور یانیم مدور ھین ان مین سے بعض نہایت پیچیدہ ھیں جیسے छ , झ , ह , क्ष , ज्ञ وغیرہ اور ایک نظر مین یہ آنکھہ مین نہین سماتے ۔ سب سے بڑی دقت یہ ھے کہ ناگری کے ھر

---

(٣) Aspirated

(٤) تقریبا یہی کیفیت « ر » کی آواز کی ھے ۔

حرف صحیح مین زبر کی آواز مضمر ہے جس کی وجہہ سے ایک جزم دار
اور متحرک آواز کو ملانا ہو تو زبر کی علامت کو (جو اکثر حروف مین
کھڑے الف کی شکل کی ہے) حذف کرنا پڑتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ بنیادی
۵۲ حروف کے ساتھہ ساتھہ کم و بیش ۴۰۰ سنیکتا کشرون یا ملے جلے
حروف کی ضرورت پڑتی ہے اور ہندی چھپائی کے غیر ضروری طور پر طویل
اور پیچیدہ ہونے کی وجہہ سے انگریزی سے کہین زیادہ جگہ گھیر لیتی ہے۔ ناگری
پریمیون کو اس بات کا اندازہ ہے کہ ان دشواریون کی وجہہ سے اس لپی کو
مقبول بنانے اور عصری ایجادون کا اس پر اطلاق کرنے مین کتنی دقت پیش
آرہی ہے؛ مگر وہ ابھی تک معمولی سے معمولی اصلاح پر بھی متفق نہین ہوسکے۔
مثال کی طور پر جہان اوپر کی ریکھا گجراتی مین کلیۃ اور بنگالی مین ایک بڑی
حد تک حذف کردی گئی ہے، وہان ناگری والے اس کے رکھنے پر مصر ہین۔
یہان ایک دلچسپ بات یہ کہنی ہے کہ خود ہمارے ملک کے بعض دانشورون
کا خیال ہے کہ سائینٹیفک اعتبار سے تلنگی رسم خط ناگری سے بہتر ہے،
اس لئے کہ اس کے تمام حروف مدور ہوتے ہین اور انسان کی نگاہ
جیسی دائرے پر جمتی ہے ویسی نوک دار حروف پر نہین جمتی۔ شاید اس سے
بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ تحریک بنگال تک مین پہنچ گئی ہے اور
وہان ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہین جو تلنگی رسم خط کو دوسرے تمام لپیون
سے برتر سمجھتے ہین[6] ــ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جنوبی ہند مین

[6] Prabuddha Nath Chatterjee, *National Script and Numerals*, Calcutta Review, December, 1954, pp. 212-219.

اس مضون کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

سنسکرت کے جو قدیم مخطوطے دستیاب ہوے ہین ان مین سے اکثر ناگری لپی
مین نہین بلکہ تامل یا تلنگی لپیون مین ہین - حقیقت یہ ہے کہ جنوبی ہند مین ناگری
لپی کبھی مقبول نہین ہوئی ، اور ہندستان کے اس حصے کے باشندے سنسکرت
زبان کی تعظیم و تکریم کرین ، مگر ناگری رسم خط کو وہ قدر کی نگاہ سے نہین
دیکھتے - بلا شبہ ہمارے دستور نے ناگری رسم خط کو ایک برتر موقف دیا ہے ،
لیکن ایسی کوئی تحریک اب تک نظر سے نہین گزری کہ ہندی کے علاوہ دوسری
کسی زبان کے بولنے والے ناگری کو اپنی زبان کا رسم خط بنانے پر تلے ہوئے ہون -

اب اس مسئلے کے ایک دوسرے پہلو کو لیجئے - اگر باوجود ان تمام
خامیون کے ناگری لپی اختیار کرنے کی تجویز بار آور ہو گئی تو اس کا اندیشہ
ہے کہ بہت جلد اردو زبان ہندی مین مدغم ہوجائیگی اور اس کا تفرد باقی نہ
رہے گا - چند مہینے ہوے اترپردیش کے راجپال شری کنہیالال منشی نے
اپنی ایک تقریر مین کہا تھا کہ اگر اردو والے دیوناگری کو اپنا رسم خط بنالین

"...What sanctity is there about Devanagari? Devanagari letters are formed at least a majority of them—in an angular shape which prevents or retards rapid writing...... Writing in Devanagari brings fatigue soon...than writing in some other alphabet, as for example, the Roman or Telugu......If the Telugu script can be further simplified as regards the shape and system of conjunct letters and by the abolition of ornamental flourishes constituting upward and downward strokes, probably it will be made nearly as suitable for mechanical processes as Roman......"

چٹرجی صاحب ۸ جون سنہ ۱۹۵۴ کے ایک خط مین فرماتے ہین کہ اول تو تلنگی لپی مین
سنیکتا کشرون کی تعداد دیوناگری سے کم ہے ، اور جو ہین وہ اس طرح ختم کئے
جاسکتے ہین کہ ساکن حروف کے لئے بجائے نیم حرفی علامتون کے جزم ء کا استعمال
کیاجاے ؛ مثلا "رتنا" کے لئے ة ک ل کی بجاے ء ک ل لکھا جاے -

اور عربی فارسی لفظون کے بجائے سنسکرت شبدون کو اپنی زبان مین جگہ دین
تو پھر اردو ہندی کا جھگڑا باقی نہین رہے گا۔ شری منشی نے ایک حقیقت کا
اظہار کردیا۔ اردو اور ہندی کے درمیان جو فرق ہے وہ یہی ہے کہ اس
کا رسم خط جداگانہ ہے اور اس کی شیرینی اور سلاست ایک بڑی حد تک ان
فارسی الفاظ مین مضمر ہے جو اس کا گویا مزاج بن گئے ہین۔ گو آج کل اتر
پردیش اور مدھیہ پردیش میں جو ہندی بن رہی ہے اس کے لئے نت نئی صرف و نحو
اور نت نئے قواعد بنائے جارہے ہین جن کی وجہ سے دونون زبانون کے درمیان
جو خلیج تھی وہ چوڑی ہوتی جارہی ہے؛ لیکن اردو اور ہندی کا بنیادی ڈھانچا
کم و بیش ایک سا ہے۔ شری منشی کی رائے پر عمل کیا گیا تو اردو زبان ہی ختم
ہو جائے گی۔ بلا شبہ مرہٹی زبان ناگری لپی میں لکھی جاتی ہے اور اس مین
بہت سے ناگری شبد رائج ہو گئے ہین لیکن اس کا ڈھانچا، اس کی صرف و نحو،
اس کا مزاج ہندی سے مغائر ہے۔ یہان تو یہ عالم ہے کہ اردو لکھی ہوئی نہ ہو
تو اسے ہندی کہا جاتا ہے اور سلیس ترین اردو فلمون کی زبان ہندی ہی بتائی
جاتی ہے۔ اگر اردو کا رسم خط بدل کر ناگری لپی اختیار کرلی گئی تو اس
زبان کا وجود ہی کیا باقی رہے گا۔ اس وقت اردو کے جو لفظ ہندی مین استعمال
کئے جارہے ہین وہ صرف اس لئے کہ وہ زبان زد خاص و عام ہین، لیکن ان کو
بھی نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ،، اصل پرست ،، تو یہ چاہتے ہین کہ
آج ہی سے ہندی تقریر سے نہین تو ہندی تحریر سے یہ کالعدم کردے جائین۔
دیوناگری لپی اختیار کی گئی تو یہ رجحان زیادہ زور پکڑ جائے گا۔ رہا ہمارے
دستور کے آٹھوین شیڈیول میں اردو کے مقام کا مسئلہ تو اسے پارلیمنٹ کی دوتہائی

اکثریت نہایت آسانی سے تحلیل کرسکتی ھے ، اور جب اردو کسی مجوزہ ریاست کی زبان ھی تسلیم نہ کی جاے گی تو دیوناگری رسم خط اختیار کرنے کے بعد اس کا دستور سے اخراج شاید کسی کو محسوس بھی نہ ھوگا۔

مروجہ رسم خط

(الف) ,, فارسی طرز تحریر،،

اب مروجہ رسم خط کو لیجئے۔ اس سلسلے مین یہ بات ذھن سے نکال دینی چاھیے کہ اردو زبان ,, فارسی ،، رسم خط میں لکھی جاتی ھے۔ یہ بڑا مغالطہ ھے اور اس مغالطے مین خود اردو والے بھی پھنسے ھوے ھین۔ یہ ادعا نہ صرف غلط ھے بلکہ نقصان رساں بھی ھے۔ اس ایک لفظ نے اردو کو غیر ملکی زبان بنادیا ھے ، اس لئے کہ اردو کا رسم خط فارسی ھوا تو خواھی نخواھی اس کا ذھنی تباٸن دیوناگری سے کیا جاے گا جسے اکثر لوگ خالص ھندستانی لپی سمجھتے ھیں۔ اردو اور ھندی کے درمیان جو افسوس ناک خلیج پیدا کردی گئی ھے وہ اس غلط اور نقصان رساں خیال سے اور بھی زیادہ وسیع ھو جاتی ھے۔ دس بارہ برس ھوئے الہ آباد یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے وھان کے مجلے میں ایک مضمون لکھا تھا جس مین یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ اردو دراصل فارسی زبان ھی کی ایک شکل ھے ، اور اس مضمون مین خاص طور پر رسم خط سے استدلال کیا گیا تھا۔ بہرحال یہ بات واقعے کے بالکل خلاف ھے کہ اردو زبان ,, فارسی ،، رسم خط مین لکھی جاتی ھے ، بلکہ جو رسم خط اردو مین رائج ھے وہ خالص اردو ھے اور اردو زبان کے لئے مختص ھے۔ بلا شبہ اس کی اصل نسخ ھے جسے ابن مقلہ نے سنہ ۱۲۲ع

مین واضع کیا[7] - یہ رسم خط ایران پہنچا تو اس مین خالص ایرانی آوازون کی
علامات، پ، چ، ژ، گ، کا اضافہ ہوا اور کشش مین تبدیلی ہو کر یہ پہلے
"تعلیق" اور پھر نستعلیق بن گیا[8] - اسی طرح جب اردو اس لپی مین لکھی جانے
لگی تو اس مین خالص ہندوستانی آوازون کے لئے ٹ، ڈ، ڑ، کا اضافہ کیا گیا اور
یہ اردو رسم خط کہلانے لگا - آج عرب اور ایرانی اپنی اپنی زبانون مین جس
کشش کو استعمال کرتے ہین اس سے اردو کی کشش بالکل مغائر ہے - ایک اچھی
لپی کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس مین لچک ہو اور بست و کشاد کی گنجائش ہو؛
نہ صرف یہ بلکہ وہ خود اس زبان کا رسم خط بن جائے جو اسے اختیار کرنا پسند
کرے - عربی نسخ مین اس کی گنجائش تھی؛ کشش مین تھوڑے بہت فرق اور
بعض حرفون کے اضافے سے وہ ایران مین فارسی رسم خط، ملایا مین ملائی،
مراکو مین مغربی اور ہندستان مین اردو رسم خط بن گیا، اور جب اس رسم خط مین
بنگالی اور تامل بھی لکھی جانے لگین تو اسے "بنگالی نسخ" اور "عرب تامل"
خط کہنے لگے[9] - حقیقت یہ ہے کہ اردو رسم خط کو فارسی کہنا نہ صرف حقیقت سے

---

۷ - عربی خط کے ارتقا کے لئے دیکھئے محمد سجاد مرزا کا معلومات آفرین رسالہ "اردو رسم خط" حیدرآباد دکن ۱۹۴۰ع ص ۸ ۔

۸ - دکن مین بہمنی دور کے آخر تک سرکاری کاغذات فارسی زبان اور خط نسخ مین لکھے جاتے تھے؛ اس کا نمونہ Sherwani: Mahmud Gawan, the Great Bahmani Wazir کی ابتدا مین ملاحظہ کیا جائے۔ ہندستان مین نستعلیق کا رواج مشہور خطاط میر عماد کے بھانجے عبدالرشید دیلمی کے آنے تک نہین ہوا؛ ان کے آنے کا زمانہ ۱۶۱۸ع ہی سمجھنا چاہیئے ۔

۹ - بنگالی نسخ کے لئے دیکھئے رپورٹ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، کلکتہ، دسمبر سنہ ۱۹۳۹ع - اس کانفرنس کے شعبۂ اردو کے پانچوین رزولیوشن مین بیان کیا گیا ہے کہ "ایک صدی پہلے" یعنی انیسوین صدی کی تیسری چوتھی دہائی تک بنگالی =

منه موڑنا ھے بلکه ایک اعتبار سے اردو کو دوسری ھندستانی زبانون کے معیار سے گرانا ھے۔

(ب) لیتھو۔

جیسا اوپر دکھایا گیا ھے، یه تو اردو کے لئے گویا سزائے موت کا پروانه ھوگا که ھم اس کے چھاپے مین برابر ادنی درجے کے لیتھو کے پیچھے پڑے رھین۔ یه تو بالکل ایسی بات ھوئی که جهان ھم ھوائی جهاز یا ریل مین جاسکتے ھون وھان بیل گاڑی پر جانے کو ترجیح دین۔ اگر ھم اردو زبان کی بقا چاھتے ھین تو ھمین لیتھو کو یک قلم ترک کرنا ھوگا اور اس کی جگه ٹائپ کو رواج دینا پڑے گا۔ اردو طباعت کا تو یه عالم ھے که ایک پھیکا زرد پتھر لے لیا، دستی چرخی خریدلی، چار مزدورون کو چرخی پھرانے پر رکھه لیا، ایک کاتب کو مقرر کرلیا، لیجئے لیتھو پریس تیار ھوگیا۔ کیا ایسے چھاپے سے ھماری زبان ترقی کرسکتی ھے؟ یه ایک بڑا مغالطه ھے که لیتھو چھاپے سے ٹائپ چھاپے مین زیادہ خرچ پڑے گا۔ اول تو اگر اچھے کاپی نویس سے کاپی لکھائی جاے اور اسے اچھے کاغذ پر اهتمام سے چھپوایا جاے تو دونون قسم کی چھپائیون مین اتنا تفاوت نه ھوگا۔

=زبان نسخ مین لکھی جاتی تھی، اور اس مین حکومت بنگال سے درخواست کی گئی ھے که مروجه بنگله رسم خط کے ساتھه ساتھه بنگالی زبان کو نسخ مین رواج دینے کی اجازت دے۔ اس کانفرنس مین بنگالی زبان کی بہت سی تحریرین اور کتابین پیش کی گئین جو خط نسخ مین لکھی ھوئی تھین۔ "عرب تامل" کے نمونے کے لئے ملاحظه ھو رساله "القرآن فی کل لسان" مرتبه اداره عالم گیر تحریک قرآن مجید، حیدرآباد دکن، ۱۳۶۴ھ۔ بنگالی نسخ اور عرب تامل دونون مین یه خصوصیت ھے که ان زبانون کے مخارج کو عربی حروف پر علامات لگاکر اپنایا گیا ھے۔

دوسرے چونکہ ٹائپ کی ایك داب مین هزارون لاکھون فارم نکل سکتے هین اسلئے اخبارون اور کتابون کی قیمت مین کافی کمی هو جائے گی - هم دیکھتے هین که انگریزی، گجراتی، مرھٹی، هندی کے جو اخبار دو آنے میں خریدے جا سکتے هین ان کا معیار اور حجم اسی قیمت کے اردو اخبارون سے دوگنا تگنا هوتا هے اور دیده زیبی اس کے علاوه هے - حقیقت یه هے که آج کل اردو کے کسی اخبار کی اشاعت میں اضافه اس کی مشکلات کو دوچند کر دیتا هے اس لئے که جب ایك داب مین ۹۰۰ یا ۱۰۰۰ سے زیاده فارم نه نکل سکین تو یا تو اسے نهایت گران فوٹو آف سیٹ کے طریقے کو اختیار کرنا پڑے گا ورنه چار چار پانچ پانچ کاپی نویسون کو مقرر کرنا پڑے گا - اس سلسلے مین مناسب هے که حیدر آباد کے ایك ممتاز اخبار " پیام " کے اڈیٹر جناب اختر حسن کی رائے نقل کی جائے جو انهون نے حیدر آباد مین ۲۶ - فروری سنه ۱۹۵۶ع کو ایك مکالمے کے سلسلے مین ظاهر کی - انهون نے کها که " آج کا اخبار پڑھنے والا تازه ترین خبرین چاهتا هے - مگر خبرین رات کے تین یا ساڑھے تین بجے تك وصول هوتی هین، اس کے بعد کتابت و طباعت کی منزلون تك بآسانی گزرنا اور علی الصباح اخبار کا لوگون کے مکانون پر پهنچ جانا ایك دشوار گزار مرحله بن جاتا هے " ظاهر هے که ٹائپ مین چھپنے والے اخبارون کے لئے ایسی کوئی دشواری نهین [10] -

ایك اعتراض اردو ٹائپ پر یه بھی کیا جاتا هے که همیں اس کی چھپی هوئی کتابین پڑھنے کی عادت نهین اس لئے اسے رائج کرنا مناسب نه هو گا - لیکن سوال یه پیدا هوتا هے که آخر عربون، ایرانیون، سندھیون، پختوؤن نے کبھی نه کبھی

۱۰ - " اردو زبان کے مسائل پر سمپوزیم " مجله عثمانیه، جلد ۲۸ شماره ۱، صفحه ۱۳۴ .

لیتھو چھوڑ کر ٹائپ چھاپے کی عادت ڈالی ہو گی - ہماری زبان کونسی ایسی انوکھی زبان ھے کہ لکیر کی فقیر بنی رھے ، اور ھم جو گلا پھاڑ پھاڑ کر اردو کے تحفظ کے لئے چیخ پکار کرتے ھیں تو کیا ھم یہ بھی نہین کرسکتے کہ اس کی خاطر ھم دوسری زبانون کی سیدھ مین آجائین اور تنازع للبقا کے میدان مین تھوڑی سی قربانی دین - اگر یہ نہین تو تمام حجت اور جدو جہد بے کار ھے -

(پ) نستعلیق ٹائپ -

اب اس مسئلے پر غور کرنا ھے کہ اردو کے لئے کونسا ٹائپ اختیار کیا جائے - مروجہ رسم خط کے اعتبار سے دو طرح کے ٹائپ کا امکان ھے ، ایک نستعلیق ، دوسرے نسخ - گیارھوین صدی عیسوی میں میر علی تبریزی نے نسخ اور تعلیق کو ملا کر نستعلیق رسم خط ایجاد کیا لیکن یہ سترھوین صدی تک ھندستان مین رواج نہ پا سکا - یہ خط نسخ ھی کی ایک ارتقا شدہ شکل ھے اور اس مین عربون کی حرکیت اور ایران کی جمالیت دونون کو گویا سمویا گیا ھے - لیکن اس میں "حرفون کے جوڑ توڑ کی نزاکتین ، دامن اور دائرون کا دور ، کششون اور مدون کی سطح اور نوک پلک کی باریکیان اتنی ھیں کہ گھنٹون مین چند سطرین لکھی جاسکتی ھین "[11] اس مین جمالیاتی تصور اس قدر غالب ھے کہ افادی پہلو بالکل دب گیا ھے ، چنانچہ ھم دیکھتے ھین کہ خود ایرانیون نے آخر کار اس کی جمالیت کو نسخ کی افادیت پر قربان کردیا اور آج ایران مین کوئی کتاب نستعلیق ٹائپ مین نہین چھپتی -

یہان ٹائپ چھاپے کی مختصر تاریخ بے سود نہ ھوگی - سانچون کے ذریعے

۱۱ - "اردو رسم خط" صفحہ ۱۰ تا ۱۲ .

سے طباعت مین اولیت کا سہرا چینیون کے سر ہے، اور حساب لگایا گیا ھے کہ اس طریقے سے سب سے پہلی کتاب سنہ ۸٦٨ع مین چھاپی گئی تھی - اسی طرح حرکت پذیر Movable ٹائپ چین مین ھی ایجاد ہوا اور گیارھوین صدی کی چوتھی دھائی میں ایک شخص پی شنگ نے اس ٹائپ مین پہلی کتاب شائع کی - مگر یہ ایجاد چین ھی تک محدود رھی اور یورپ مین اسے پندرھوین صدی کے وسط تک کام مین نہین لایا گیا - اس کے تین سو برس بعد تک ٹائپ کو ھاتھ ھی سے کمپوز کیا جاتا تھا، لیکن سنہ ۱۸۲۲ع سے مشین کمپوزنگ شروع ہو گئی[۱۲] ھم دیکھتے ھین کہ باوجود عربی رسم خط کی پیچدگیون کے سولھوین صدی کے ابتدا ھی مین یورپ والون نے عربی کتابین ٹائپ مین چھاپنی شروع کردین اور اس صدی کے اواخر مین تو نسخ ٹائپ اس قدر ترقی کر گیا کہ بڑی بڑی ضخیم کتابین اس میں چھپنے لگین[۱۳]۔

شاید یہ دیکھہ کر کہ اردو دان طبقہ نسخ ٹائپ کو پسند نہ کرے گا اور "الھلال" اور "ھمدرد" جیسے وقیع اور مقبول اخبارون کی نسخ طباعت کے غیر مقبول ھونے کا اندازہ کر کے سر اکبر حیدری نے، جو اس زمانے میں حیدرآباد کے وزیر فینانس تھے اور بعد مین چل کر ریاست کے صدر اعظم بنے،

---

۱۲ - ملاحظہ ھو Encyc. Brittanica جلد ۱۸، صفحہ ۴۹۴ وغیرہ ۔

۱۳ - کتب خانہ جامعہ عثمانیہ مین ایک کتاب "القانون فی الطب" مؤلفہ شیخ الرئیس ابن سینا ھے جو Typographia Medicaea, Roma میں ۱۵۹۳ع کی چھاپی گئ ھے - اس مین ٦۱۵ صفحے ھین - ٹائپ اتنا نفیس ھے کہ مختلف حرفون کے درمیان جو جوڑ ھین وہ مشکل سے نظر آتے ھین - اس پر "قیمت پانچ صد روپیہ عالمگیری" لکھا ھے جس سے معلوم ھوتا ھے کہ شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ میں ٹائپ سے چھپی ہوئی کتابین ہندوستان آنے لگی تھین ۔

ریاست کے سنٹرل پریس کو ھدایت کی کہ نستعلیق ٹائپ کا احیاء کرے اور اسے عصری ضروریات سے لیس کرے ۔ اس بارے مین جو کوشش ہوئی اسے خود سررشتہ طباعت حیدر آباد کے ایک پمفلٹ سے نقل کرنا مناسب ہو گا :۔

,, بہ تعمیل فرمان خسروی دارالطبع سرکارعالی مین عثمانیہ ٹائپ فاؤنڈوری قائم ہوئی ۔ پہلے تو خط نستعلیق خود دوائر اور کششون کی نزاکت اور جوڑون کی بلندی و پستی کی دشواریون مین مبتلا ھے اس پر فن ٹائپ سازی اور قواعد نستعلیق کی پابندی یہ دونون ایک دوسرے سے مغائر اشکال رکھتے ھین ۰۰۰۰ قواعد نستعلیق کی پابندی کے ساتھہ ھی کرسیون اور جوڑون مین اضافہ ہوتا جائے گا جس کی وجہ سے تعداد حروف اور شیش (سیسے) کے صرفہ مین اضافہ کے علاوہ ٹائپ کے جوڑ، نوک پلک بہت ھی نازک اورکمزور ہو جائین گے ۔ اس طرح تو ٹائپ اپنے اصول کے تحت خط نستعلیق سے بہت دور ہٹ جائے گا یا قواعد نستعلیق کی پابندی اس کو ناقص، کمزور اور عملا دشوار بنادے گی،،۔

بہر حال ان ,, مغائر اشکال ،، کے باوجود سررشتہ طباعت کے کامل انہاک، غیر معمولی کوشش اور گورنمنٹ کے کثیر صرفے نے نستعلیق ٹائپ کی احیا کا سہرا حکومت سرکارعالی کے سر سنہ ۱۹۳۰ ع مین باندھا گیا [۱۴] ۔

یہ واقعے کے خلاف ھے کہ نستعلیق ٹائپ سنہ ۱۹۳۰ع مین ,, ایجاد ،، ہوا، اس

۱۴ کتابچہ موسومہ ,, نمونہ جات ٹائپ ایجاد کردہ سررشتہ طباعت سرکارعالی ،، حیدرآباد دکن ۔ صفحہ ۵ ۔

لئے کہ انیسوین صدی کے اواخر ہی مین کلکتے مین اس کی کوشش کی جاچکی تھی کہ نستعلیق کے نوک پلک والے حروف کو سیسے کے سانچون میں مقید کیا جائے اور اس ٹائپ میں بعض بڑی بڑی کتابین چھاپی بھی گئی تھین [15]- تاهم حیدر آبادی ٹائپ تجربے کی حد سے آگے نهین بڑھا ، اور خود جامعه عثمانیه کی سیکڑون مطبوعات مین سے ایک کتاب بھی نستعلیق ٹائپ مین نهین چھپ سکی ، اور خود حیدرآباد سرکار کو بالآخر تجارتی نقطه نظر سے اس کی ناکامی کا اظهار کرنا پڑا ۔

نستعلیق ٹائپ مین سب سے بڑا نقص یه هے که بعض حرفون کے لئے سات سات آٹھ آٹھ اور پورے فرمے کے لئے سیکڑون ٹائپ روپوں کی ضرورت هوتی هے چنانچه حیدر آباد کے ۳۰ پوائنٹ نستعلیق کے لئے ۸۷۴ روپ ، ۲۴ پوائنٹ کے لئے ۶۸۴ روپ اور ۱۸ پوائنٹ کے ۴۹۵ روپ درکار هوتے هین ، اور ان مین اعراب اور اوقاف شامل نهین [16]- اس کے علاوہ چونکه نستعلیق میں نوک پلک کا خاص لحاظ رکھنا پڑتا هے اس لئے یه حرف بهت جلد گھس جاتے هین - پھر جن اصحاب کو نستعلیق ٹائپ مین چھپی هوئی کسی کتاب کے دیکھنے کا موقع ملا هوگا

۱۵ راقم الحروف کے پاس نستعلیق ٹائپ کے ابتدائی دور کی دو کتابیں هین :—
۱ - "منتخب اللغات" عربی فارسی ، جو ۷ x ۱۱ کی تقطیع کے ۸۸۱ صفحون پر فورٹ ولیم کالج پریس میں سنه ۱۸۰۸ ع میں چھپی ۔
۲ - لغت "شمس البیان" از مرزا جان طپش ، جو ۸ x ۵ کی تقطیع کے ۳۰۷ صفحون پر مطبع آفتاب عالم تاب ، مرشد آباد ، میں سنه ۱۲۶۵ ھ مطابق سنه ۱۸۴۸ ع میں طبع هوئی - حیدرآباد سرکار نے نستعلیق ٹائپ کی ناکامی کا اظهار جریده حکومت سرکار عالی مورخه ۲۳ شهریور سنه ۱۳۴۹ ف جزو اول صفحه ۱۲۶۹ میں کیا هے ۔

۱۶ - "نمونه جات ٹائپ" ، صفحه ۱۸ -

وہ اس کا اندازہ کرسکین گے کہ اگر نستعلیق تحریر مین جمالیاتی معیار ملحوظ ھے تو نستعلیق ٹائپ اس معیار پر پورا نہین اترتا؛ اس لئے کہ ایک طرف تو اکثر حروفون کو اپنی اصلی حالت مین رکھنے کی کوشش کی جاتی ھے اور دوسری جانب ایسے الفاظ کی ھیئت بدلنی پڑتی ھے جو لیتھو میں اوپر سے نیچے لکھے جاتے ھین، جیسے مچھر، نخچیر، محمدؐ، وغیرہ۔ ان دونون اصولون کی آمیزش کی وجہ سے نستعلیق ٹائپ مین ایک طرح کا بھونڈا پن آجاتا ھے اور یہی سبب ھے کہ اردو کی جو تھوڑی بہت کتابین آج کل ٹائپ میں چھپ رھی ھین ان مین نسخ ٹائپ ھی کام مین لایا جاتا ھے۔

(ت) نسخ ٹائپ۔

نسخ ٹائپ کو اردو زبان مین رواج دینے کا سہرا سرسید احمد خان غفرلہ کے سر ھے۔ سرسید کے عقیدے محض نظریات پر مبنی نہین تھے بلکہ وہ ایک خالص عملی انسان تھے۔ انہون نے ابتدا ھی سے بھانپ لیا تھا کہ اردو کی ترقی مین لیتھو ھر قدم پر مانع ھوگا، چنانچہ جب انہون نے اپنا پہلا اخبار موسومہ "اخبار سین ٹی فک سوسائٹی"، ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۶۶ع کو نکالنا شروع کیا تو اسے نسخ ٹائپ مین چھاپا، اور اس سوسائٹی کی طرف سے جو ترجمے شائع ھوے (جن مین شاید سب سے ضخیم ایل فنس ٹن کی تاریخ ہند کا ترجمہ ھے) ان میں سے اکثر ٹائپ ھی مین شائع ھوے[۱۷]۔ نسخ ٹائپ اس وقت تمام عرب ممالک، ایران، افغانستان،

---

۱۷ - "تاریخ ھندوستان"، مطبوعہ انسٹی ٹیوٹ پریس؛ علی گڑہ، ۱۸۶۷ع - باریک کاغذ پر نسخ ٹائپ کا چھاپا، دو جلد ۱۳۰۴ صفحے، تقطیع $9\frac{1}{4} \times 6$۔

اور ملایا مین عربی ، فارسی ، پشتو ، ملائی اور خود هندستان مین سندهی کے لئے
عام طور پر استعمال کیا جاتا هے ، اور یه دعوے سے کہا جاسکتا هے که ان
زبانون کا کوئی اخبار یا کوئی رساله یا کوئی کتاب لیتهو مین نهین چهاپی جاتی[۱۸] ۔
اس کے ٹائپ روپون کی تعداد نستعلیق سے کم هوتی هے ، چنانچه جو ٹائپ حیدرآباد
سنٹرل پریس نے تیار کیا اس کے ۱۰ پوائنٹ والے نسخ مین (علاوه اعراب
و اوقاف کے) ۱۶۷ روپ ، ۱۲ پوائنٹ والے میں ۲۷۴ روپ ، ۱۶ پائنٹ والے میں
۳۴۶ روپ ، ۳۰ پوائنٹ والے مین ۴۰۰ روپ اور ۳۴ پوائنٹ والے مین ۳۰۶ روپ
هوتے هین[۱۹] ۔ غالبا اسی آسانی کی وجه سے خود ایران نے اپنے ایجاد کرده نستعلیق
کو خیر باد کهه کر اپنی طباعت مین کلیة نسخ کو رائج کردیا هے ۔ اگر اردو میں
اس ٹائپ کو کتابون اور اخبارون کے لئے استعمال کرنا شروع کردیا گیا تو همارے
اخبار اور کتابین زیاده تعداد مین چهپ سکین گی اور ان کی کارکردگی میں اضافه
هوگا ؛ ساتهه هی لا محاله ان کی قیمت مین بهی بالاخر کمی هو جائے گی ، اور هماری
زبان مسابقت کے دنگل مین کسی دوسری زبان سے پیچهے نه رهے گی ۔

(ٹ) بعض دوسرے ٹائپ ۔

علاوه نستعلیق اور نسخ ٹائپ کے ، دکن مین دو تین نئے ٹائپ بهی ایجاد هوئے
جن میں یه کوشش کی گئی که ٹائپ رویون کی تعداد مین نسخ سے بهی زیاده کمی
هو جائے ۔ دار الطبع حکومت حیدرآباد نے خط عثمانی ایجاد کیا جس مین ٹائپ

۱۸ - هندستان میں نهایت اعلے معیار کی عربی کتابین لیتهو مین چهپتی هین ، مگر عربی ممالک
مین انکی مانگ صرف اس لئے نهین که ان کا چهاپا مصری یا بیروتی ٹائپ کے مقابلے مین
نهایت گرا هوا هوتا هے ۔

۱۹ - نمونه جات ٹائپ صفحه ۱۸ ۔

روپ (علاوہ اعراب و اوقاف کے) صرف ۱۱۴ ہی رہ گئے۔ اس مین جو اصول مد نظر رکھا گیا وہ یہ کہ جہان تک ہو سکے حروف کی شکل لفظ کے ہر مقام پر ایک ہی رہے اور بے کار شوشے وغیرہ حذف کر دئے جائین۔ مثلاً ع ہر جگہ ایک ہی طرح لکھی جائے کہین ع نہ بنے، ہ لفظ کے درمیان مین ہو یا آخر مین اس کی شکل ایک ہی رہے، م کا کسی دوسرے حرف سے اتصال ہو تو اس حرف مین بے کار شوشہ نہ لگایا جائے ۲۰۔

سنہ ۱۹۴۰ع مین جناب سجاد مرزا نے، جو اس وقت عثمانیہ ٹریننگ کالج کے پرنسپل تھے، جناب شیخ احمد حسین شاہ آبادی کی مدد سے اور صرف کثیر کے بعد اردو کا ”بنیادی ٹائپ،، ایجاد کیا اور اس کا فرما ٹائمز آف انڈیا پریس فاونڈری بمبئی مین ڈھلوایا۔ اس ٹائپ کی خصوصیات یہ ہین کہ اس کے حرف مل کر بھی بڑی حد تک اپنی اصلی شکل پر قائم رہتے ہین اور اونچے نیچے نہین ہوتے بلکہ ان کی کرسی ایک ہی رہتی ہے۔ اس کے جوڑ ایک ہی کرسی پر ملتے ہین اور ہر حالت مین یکسان ہوتے ہین۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ (علاوہ اعداد، اوقاف اور اعراب کے) اس کے فرمے مین صرف ۶۸ ٹائپ روپ ہوتے ہین۔ مثال کی طور پر پ کے لئے بجائے نسخ کے ۸ ٹائپ روپون کے صرف ایک (**پ**) ٹائپ روپ ہے، خواہ وہ لفظ کے ابتدا مین آئے یا وسط مین یا آخر مین، اور یہی کیفیت **پ، ت، ٹ، ث، ف، ک، گ**، اس کے علاوہ **س، ش، ص، ض، ق، ل، و، ی** کے دو دو ٹائپ روپ اور باقی ماندہ حروف

---

۲۰ - نمونہ جات، ٹائپ صفحہ ۱۳، ۱۴، ۱۶۔

کے تین تین ٹائپ روپ ھین ؛ صرف ن ھی ایسا حرف ھے جو بنیادی ٹائپ مین چار طرح چھا پا جاتا ھے[۲۱] -

افسوس ھے کہ باوجود ان آسانیون کے نہ خط عثمانی مقبول ھوا نہ بنیادی ٹائپ - یہ دونون ٹائپ زیادہ تر سرخیون یا دعوتی کارڈون کی چھپائی مین استعمال ھوتے ھین اور بس - اس کی وجہ یہ معلوم ھوتی ھے کہ نسخ ٹائپ سے تو ایک بڑی حدتک نگاہ مانوس ھے مگر بنیادی ٹائپ میں جو تبدیلیان کی گئی ھیں مثلا **چھڑی** مین **ڑ** کا **ی** کے وسط مین ملنا (**چھڑی**) یا **قلم** مین آدھے **ل** کا **م** کے نیچے جا کر ملنا **قلم** یا "**تم**" مین اسی طرح پوری **ت** کا **م** کے نیچے جا کر ملنا **تم** اس سے آنکھون پر زور پڑتا ھے اس لئے کہ جس جگہ پھلا حرف ملتا ھے وہ دوسرے حرف کی مرکزی علامت نہین ھوتی بلکہ جوڑ کے بعد آنکھ کو اوپر اٹھانا پڑتا ھے - یہ کیفیت **د** ، **ڈ** ، **ذ** ، **ر** ، **ڑ** ، **ز** ، **ط** ، **ظ** ، **ف** ، **لئ** ، **م** وغیرہ کی بھی ھے ۔ علاوہ ازین ایک حرف کو دوسرے حرف کے ساتھ ایک منحنی لکیر کے ذریعہ ملانے کے بجائے موٹی لکیر سے ملایا جاتا ھے جس کی وجہ سے نگاہ حرف کی بنیادی علامت پر نہین جمتی -

---

۲۱ - "اردو رسم خط"، فاؤنٹ مقابل صفحہ ۲۴ ؛ مثالین مقابل صفحہ ۲۵ واضح ھو کہ بنیادی لپی مین ب ، پ ، ت ، اور اسی طرح کے دوسرے حرفون کے دو دو ٹکرے کر دیے گئے ھین ؛ جوڑون کے لئے صرف پھلا ٹکڑا استعمال ھوتا ھے ، اور جب حرف لفظ کے آخر مین آئے تو اس مین دوسرے ٹکرے کا اضافہ کر دیا جاتا ھے یھی وجہ ھے کہ ان حروف کے نقطے وسط مین نہین رکھے گئے ، بلکہ ھر حرف کے نصف اول کے اوپر یا نیچے رکھے گئے ھین - مثال کے طور پر **بتاریخ ۸ رمضان المبارک ۷۶ ھ روز سہ شنبہ ۔**

بعض

بعض لوگون کا خیال ھے که بنیادی خط مین طویل تحریر پڑھنے سے سر مین درد ھوجاتا ھے؛ ممکن ھے که یه محض ذھنی تحریک کا نتیجه ھو، لیکن یه بھی امکان ھے که ھر حرف کے بعد اگلے حرف کی مرکزی علامت ڈھونڈنے کی وجه سے نگاہ پر زور پڑتا ھو اور اس کا اثر دماغ پر پڑتا ھو۔ بہرحال بنیادی رسم خط زیادہ مقبول نہین ھوا اور نه مقبول ھونے کی امید ھے۔

(ث) مروجه خط کی خوبیان اور خرابیان۔

اردو زبان کے مروجه اور غیر مروجه ٹائپ کی شکلون کے حسن و قبح پیش کردیے گئے؛ اب یہان ایک دوسرے پہلو سے اردو رسم خط کے افادی پہلو پر غور کرنا باقی ھے۔ یه اوپر بیان کیا جاچکا ھے که گو ھماری زبان ھندستان کی ھر ریاست مین پھیلی ھوئی ھے، اور بعض ریاستون کے تو بڑے بڑے شہرون اور رقبون کی اکثریتی زبان ھے، تاھم سوائے کشمیر کے اسے کسی ریاست کی علاقائی زبان نہین قرار دیا گیا۔ ریاستی تنظیم کے بعد اقلیتی زبان والون کو اپنی مادری زبان مین صرف ابتدائی تعلیم کی ضمانت دی گئی ھے۔ ھمارے لئے تنازع للبقا دوسری زبانون سے زیادہ سخت ھے اس لئے که ملک بھر مین یه اکثریت کی زبان ھو یا نه ھو، اب تو ھر ریاست مین یه اقلیت کی زبان بن گئی ھے، اور ان لوگون کو جن کی یه مادری زبان ھے آینده قدم قدم پر رکاوٹین ھی رکاوٹین نظر آتی ھین۔ محض اس لئے که ھمارے دستور کے آٹھوین شیڈیول مین اس کا ذکر ھے یا ھندستان کے نوٹون پراس زبان مین بھی نوٹون کی قیمت چھپی ھوئی ھے ھمین کسی قسم کی خود فریبی کا شکار نہین ھونا چاھئے۔ وہ شخص یا جماعت ھرگز دور اندیش نہین سمجھی جاسکتی جو خود اپنے نقائص کو نه پہچانتی ھو اور

انہین دور کرنے کی کوشش نہ کرتی ہو ۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی زبان کے تفرد کو قائم رکھین مگر اس کے ساتھ ہی ہمین یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ اس کی توسیع بلکہ اس کی بقا کے راستے مین کیا کیا مشکلات اور دقتین حائل ہین اور اس کے رسم خط مین ایسی کونسی خرابیان ہین جن کی وجہ سے دوسرون مین کیا خود ہمارے ہی بچون اور بڑون مین اسے اتنی آسانی سے رواج نہین دیا جاسکتا جیسے دوسری زبانون کو رواج دیا جاسکتا ہے ۔ محض اصطلاحات کو آسان کرنے یا زبان مین پہلے سے زیادہ لوچ پیدا کرنے یا حکمیاتی اور دوسری کتابین لکھوانے سے اس وقت تک کام نہین چلے گا جب تک اس کے مروجہ رسم خط پر غائر نظر نہ ڈالی جائے اور اسے حقیقی اعتبار سے "جنتا لپی" نہ بنادیا جائے ۔

یہ ایک واقعہ ہے کہ جب تک کتابین ہاتھ سے لکھی جاتی تھین اس وقت تک ہمارا نستعلیق ہی نہین بلکہ اس کی ایک اعتبار سے اصلاح شدہ صورت یعنی شکست کا بھی دوسرا کوئی خط مقابلہ نہین کرسکتا تھا، یہان تک کہ بعض خالص ہندی کتابین بھی اردو لپی ہی مین لکھی جاتی تھیں ۔[۲۲] اردو لپی میں صرف ۳۶ حروف ہین جن مین سے تین حروف علت ہین اور باقی ۳۲ میں سے دس عربی مخارج ادا کرنے کے لئے ھیں ، باقی ۱۹ حروف اور زبر ، زیر ، پیش سے تمام ہندی الفاظ لکھے جاسکتے ہین ۔ اس مین بھی شبہ نہین کہ اس رسم خط کو ایک نوع سے بین قومی مرتبہ حاصل ہے ، اس لئے کہ مراکو سے ملایا تک یہ پھیلا ہوا ہے

---

۲۲ ۔ مثال کے لئے دیکھئے "اردو زبان اور اس کا رسم خط" مولفہ سید مسعود حسین رضوی ادیب ، صفحہ ۴۰ ۔

اور

اور اسے کم و بیش بیس کروڑ افراد اپنی اپنی مادری زبانون کے لئے استعمال کرتے هین ۔ لیکن جن لوگون کو اپنے بچون کو اس رسم خط کے ذریعہ سے اردو سکھانے کا تھوڑا بہت تجربہ ھے انھین اس بات کا اندازہ ہوگا کہ بچے کس دقت اور پریشانی سے یہ ا ، ب ، ت ، سیکھتے ھین ؛ اس کے برعکس انھین بچون کو جن کی مادری زبان اردو ھے انھین کو کس آسانی سے تلنگی جیسی غیر مانوس لپی لکھنی پڑھنی آجاتی ھے ۔ باوجود سنیکتا کشرون کے اس لپی مین وہ پیچیدگی نہین جو اردو رسم خط مین ھے ، اور جہان بچے انگریزی اور تلنگی چند ھی دن مین پڑھنے لکھنے لگتے ھین وھان مروجہ اردو رسم خط پر عبور ہونے کے لئے انھین ھفتون بلکہ مہینون درکار ہوتے ھین ۔ اس کے کئی اسباب ھین ؛ اردو مین ایک ھی لفظ چار چار پانچ پانچ طرح پڑھا جاسکتا ھے اور تا وقتیکہ کوئی شخص کسی لفظ سے پہلے سے واقف نہ ہو اسے صحیح طور پر ادا کرنا مشکل ہوتا ھے ۔ اعراب تو لگائے ھی نہین جاتے اور لگائے بھی جائین تو معروف اور مجہول کی پہچان آسان نہ ہوگی ، اور بالکل صحیح تلفظ کا تو صرف اس وقت پتہ لگے گا جب اس لفظ کا پہلے سے علم ہو ۔ یہی وجہ ھے کہ نو آموزون کو اردو لکھنے اور پڑھنے کی حقیقی استعداد اس وقت تک نہین ہو سکتی جب تک ان کی لغت کافی ترقی نہ کر جائے ۔ محض حرف شناسی سے کوئی بھی اردو لکھہ پڑھ نہین سکتا ۔

اس کے علاوہ جیسا اوپر بھی اشارہ کیا گیا ھے ، ایک ایک حرف کی دو دو تین تین شکلین ھین ۔ ب ، پ ، ت ، ٹ ، ث ، کی تو آٹھ آٹھ شکلین ممکن ھین اور ان مین سے بعض ایک دوسرے سے اتنی مغائر ھین کہ ان مین سوائے نقطے کے کوئی تعلق نہین نظر آتا ۔ بعض حرف لفظ کی ابتدا مین آئین تو ایک طرح ، بیچ مین آئین

تو دوسری طرح ، آخر مین تیسری طرح ، اور غیر مد غم حالت مین چوتھی طرح لکھے جاتے ھین ۔ ایک ایک حرف کی کئی کئی شکلین ہونے کی وجھ سے حروف کے کم وبیش چار سو مجموعے بن گئے ھین جن پر نوآموز کو عبور آسان نہین ھوتا ۔ ھمین یه بھی یاد رکھنا چاھئے که چونکه اردو رسم خط مین جو اعراب محذوف ھوتے ھین وہ زیادہ تر عربی ، فارسی اور ھندی الفاظ کوادا کرنے کے لئے وضع کئے گئے تھے ، اس لئے اگر سائنس یا اعلی ادب کی کسی کتاب مین غیر مانوس اجنبی نام آئین تو انھین کسی اعتبار سے صحت کے ساتھ اردو رسم خط مین ادا نہین کیا جا سکتا اور اس کے سوا کوئی چارہ کار نہین ھوتا که ھم ایسے نامون کو رومن رسم خط مین لکھین ۔ ھمارا نستعلیق رسم خط ھی نہین بلکه نسخ بھی اس سے عاری ھے که غیر ملک کے کسی شہرت یافته شخص کا نام پوری نہین تو تھوڑی بہت صحت کے ساتھ بھی ادا کرے ، اور ھم عربی یا فارسی زبان کی کوئی بھی معیاری کتاب اٹھا کر دیکھین تو اس مین یہ التزام دیکھین گے که جو بھی اجنبی اعلام آئین انھین خواہ نسخ مین لکھا جائے یا نہین ، رومن حروف مین ضرور لکھه دیا جائے گا ۔

رومن حروف

یہی وہ دقتین ھین جن کے باعث بعض لوگون کا خیال ھے که تاوقتیکه رومن حروف تھوڑی بہت ترمیم کے ساتھه اردو مین رائج نہین کے جائین گے اردو کو وہ پھیلاؤ حاصل نہین ھوگا جو اس کے لئے ضروری ھے اور جس کی وہ مستحق ھے ۔ یون تو یه تحریک تقریبا ڈیڑھ صدی سے برابر جاری ھے اور اس مدت مین اردو کو رومن قالب مین ڈالنے کی بہت سی کوششین کی گئی ھین ۔ اخبار ،

رسالے، کتابین اس رسم خط مین چھپی ھین ، آزادی سے پہلے ھی نہین بلکه آزادی کے بعد بھی اردو فوجیون کو جو لازمی مضمون کی طور پر سکھائی جاتی تھی وہ اسی رسم خط مین سکھائی جاتی تھی[۲۳] - خود قاضی عبد الغفار صاحب مرحوم سکرٹری انجمن ترقی اردو (ھند) یه چاھتے تھے که موجودہ اردو رسم خط کے ساتھه ساتھه رومن رسم خط کو بھی آھسته آھسته رواج دیا جاے - یہی محرکات تھے جن کی وجه سے سنه ۱۹۵۰ع مین انجمن ترقی اردو (حیدر آباد) نے ایک کمیٹی اس غرض سے بنائی که رومن لپی مین اِدھر اُدھر ترمیم کرے اور اردو تلفظ کے لئے صحیح علامات کی ایک اسکیم مرتب کرے - جو اسکیم آخر کار مرتب ھوئی اس کی تمہید مین جناب حبیب الرحمن معتمد انجمن لکھتے ھین :-

"اردو زبان کا اصلی اور مستقل رسم خط تو وھی ھے اور رھے گا جو ابتدا سے چلا آرھا ھے ، لیکن ساتھه ھی یه واقعه بھی ھے که دیس کے اندر ایک بڑی تعداد ان لوگون کی ھے جو دلچسپی کے باوجود اجنبی رسم خط کے باعث اردو سے ناواقف رھے ھین - اگر ھم اپنی زبان ان تک پہنچانا چاھین تو اس اردو رسم خط کے ذریعه نہین پہنچا سکتے - ان لوگون کے لئے رومن لکھاوٹ زیادہ موزون اور سہل ثابت ھو گی .... آبادی کے ایسے تمام طبقون مین اردو زبان اور لٹریچر کو مقبول بنانے کے لئے رومن لکھاوٹ کا استعمال

۲۳- دیکھئے

C.L. Vasudeva, Alphabetical Charts for Army Instructors 1949.
C.L. Vasudeva, Hindustani for Indian Army Recruits Test, Book. I

یه دونون کتابین ۱۹۴۹ء مین چھپی ھین اور جنرل کاریاپا کے نام پر معنون ھین -

ناگزیر ھے ۔ مزید بران جو غیر ملکی اشخاص ھندوستان کی عام بول چال کی زبان یعنی اردو سیکھنا چاھین ان کے لئے بھی آسانی اس مین ھے کہ انھین رومن حرفون میں یہ زبان سکھائی جائے کیونکہ وہ پہلے سے ان حرفون کو جانتے ھین اور نئے حروف سیکھے بغیر اپنی ساری توجہ صرف یہ زبان سیکھنے پر صرف کرسکتے ھین ۔ بہر حال خاص خاص اغراض کے لئے رومن رسم خط کو اپنانے مین نہ صرف یہ کہ کوئی قباحت نہیں ھے بلکہ وہ اردو زبان کو پھیلانے کے طریقون مین سے ایک اھم طریقہ ھے ۔ ،،[۲۴]

اس اقتباس سے دو باتین ظاھر ھوتی ھین ۔ ایک تو یہ ھے کہ گو موجودہ رسم خط کو انجمن ترقی اردو حیدرآباد کی تائید حاصل ھے تاھم وہ اس رسم خط کو دقت طلب تصور کرتی ھے اور اس کے مقابل رومن رسم خط کو نسبتاً آسان سمجھتی ھے ۔ دوسرے اس کی دانست مین اردو زبان کے توسیع کے اغراض کے لئے یہ ضروری ھے کہ اردو مخارج اور اس کی ھیئت کو مد نظر رکھہ کر رومن اردو رسم خط ترتیب دیا جائے تاکہ « اردو زبان کی جتنی کتابین رومن حروف مین شائع ھون وہ اس معیاری رسم خط کے مطابق شائع ھونے لگین »[۲۵]

یہان ظاھر کرنا ضروری ھے کہ جو رسم خط دنیا کی کم وبیش ساٹھہ زبانون نے اپنا لیا ھے اور جس کے ذریعہ سے ان تمام زبانون کے مخارج صحت کے ساتھہ

---

۲۴ - ,, اردو کے لئے رومن رسم خط ،، ، شائع کردہ انجمن ترقی ارود حیدر آباد ، ۱۹۵۰ ء صفحہ ۱ و ۲ ۔

۲۵ - ایضا صفحہ ۴ ۔

ادا ہوجاتے ہین وہ قدیم لاتینی رسم خط نہین بلکہ اس کی ایک ارتقا شدہ شکل ہے۔
پندرہوین صدی تک قدیم لاتینی رسم خط مین بہت کچھ تبدیلی ہوگئی تھی ؛ اس مین
نقطون کا اضافہ ہو گیا تھا ، اوقاف قرات بھی ایک حد معین ہوچکے تھے ، لیکن
اس نے جو شکل اختیار کرلی تھی وہ « قوطی » رسم خط تھا جوارد و نستعلیق
کی طرح نوک پلک کی بھتات کے باعث نہایت پیچیدہ بن گیا تھا ۔ جب یورپ مین
چھاپے کا رواج ہوا تو یہ ناممکن ہو گیا کہ اس کی اعلی صنعت کاری کو لوہے یا
سیسے کی حرکت پذیر حروف مین مقید کیا جاسکے ۔ یہی وہ مجبوری تھی جس کی
وجہ سے دو طرح کے سادہ حروف کی ایجاد ہوئی ایک کھڑے حروف جنھین
"رومن" کہنے لگے اور دوسرے ترچھے حروف جنھین " اٹالک "، یا اطالوی
کا نام دیا گیا ۔ ان حروف کے اختراع کا سہرا اٹلی کے ایک باشندے کے سر ہے
جس کا نام نکولونکولی تھا دنیا کی ان زبانون کو جنھون نے اس کے ایجاد کردہ
سیدھے سادھے رومن حروف کو نکالا ہے اس کا ہمیشہ مرہون منت رہنا چاہئے
اس لئے کہ اگر نوک پلک والے قوطی حروف قائم رہتے تو طباعت کو بہت کچھ
مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ، جس سے شاید ان زبانون کی ترقی رُک جاتی ۔ [۲۶]

۲۶ - " قوطی " یا Gothic حروف وہی ہین جن میں انگریزی زبان کے اکثر اخبارون
کے نام پہلے صفحے پر چھپتے ہین - نکولونکولی کی اختراع کے لئے دیکھئے
Encyclopaedia Brittanica جلد ۱۸ صفحہ ۵۰۸ - نئے چین مین یہ تحریک بڑے
زور سے پھیل رہی ہے کہ چینی زبان کے لئے رومن خط کا استعمال شروع کیا جائے دیکھئے
لندن ٹائمز کا مضمون Simon, New Official Chinese Latin Script لندن سنہ ۱۹۴۲ء نیز
دیکھئے
Chinese Language in Latin Script جسے اسٹیٹسمین ، نئی
دھلی نے ٦ مئی سنہ ۱۹۵٦ کو نقل کیا ہے ۔

ھمین یاد رکھنا چاھئے کہ جو لوگ رومن حروف کو اردو میں رواج دینے کے حامی ھیں انہین انگریزی مخارج سے کوئی سروکار نہین ۔ رومن رسم خط مین یہ لچك پائی جاتی ھے کہ جو قوم اسے اختیار کرتی ھے وہ اس کا بن جاتا ھے ۔ فرانس میں فرانسیسی ، انگلستان میں انگریزی ، ویلز میں ویلزی ، جرمن میں جرمنی ، اٹلی میں اطالوی کہلایا جاتا ھے ، اورجب وہ ھنگری ، ترکی اور انڈونیشیا پہنچتا ھےتو اس میں چند شوشون اوراشارون کی مدد سے ان ملکون کی خالص غیر یوروپی زبانون کے مخرجون اور آوازون کوظاھر کرنے کی بھی پوری صلاحیت پیدا ھوجاتی ھے یہ استدلال سراسر غلط ھے کہ اردو مین رومن حروف رائج کئے جائین تو لامحالہ انگریزی تلفظ کا اتباع کرنا پڑے گا ؛ اس لئے کہ ساٹھ باسٹھ قومون نے رومن رسم خط اختیار کیا ھے لیکن انگریزی کے علاوہ کسی دوسری زبان مین ایسا نہین ھے کہ Put کا u تو پیش کی آواز دے اور But کا u زبر کی آواز دے ۔ انگریزی مین د اور ت کے مخارج کا پتہ نہیں اور d اور t اس زبان میں ڈ اور ٹ کو ظاھر کرتی ھیں ، مگر اٹلی ، اسپین اور پرتگال مین یہ خالص د اور ت بن جاتی ھیں ۔ اسی طرح ch کا تلفظ انگریزی مین چ کا ھے تو یہ فرانسیسی میں ش ، جرمن اوراسکاچ میں خ ، اطالوی میں ك ، ھوجاتا ھے ، اور یہی وہ بست وکشاد ھے جس کی وجھہ سے یہ لپی ھرزبان میں اورھرزبان اس لپی میں گویا کھپ جاتی ھے ۔ یہ بالکل ایساھی ھےکہ ج کی آوز حجاز میں ج کی اور مصر مین گ کی ھو جاتی ھے ، اور گو موجودہ عربی زبان کا مخرج اور منبع حجاز ھے تا ھم اس ملك کے باشندے ث کا تلفظ ت اور ق کا تلفظ گ کرتے ھیں ۔ ھنگریون ، ترکوں اور انڈونیشیوں نے جن رومن حروف کو اختیار کیا تو انھوں نے بعض حروف میں

چند علامتون کا اضافه کر کے انهیں اپنی اپنی زبان کے آوازوں کے لئے مقرر کرلیا۔ مثلا ترکون نے ج کے لئے c اور چ کے لئے ç رکھے ، s س هی رهنے دیا ، ش کے لئے اس کے نیچے ایك شوشا لگا کر اسے ş کردیا - اسی طرح g کو گ اور ğ کو غ کے لئے قرار دیا گیا - یه استدلال صحیح نهین که رومن رسم خط اختیار کرنے سے هماری زبان کے لب و لهجے مین فرق آجائے گا اس لئے که حروف اصولا اصوات کے تابع هوتے هین نه که اصوات حروف کے - هم اردو مین ص یا ط لکهتے هین تو اس کا تلفظ عربون کی طرح پر کر کے نهین کرتے اور جب ,, ما ،، کا لفظ لکهتے هیں تو اس کا تلفظ ایرانیون کی طرح ,, مَو ،، نهین کرتے - رومن حرف اردو مین رائج کئے جائین گے تو اس کی علامتیں خواه حروف صحیح هوں یا حروف علت ، وه همارے تلفظ کو ادا کرین گے نه که انگریزی یا فرانسیسی تلفظ کو - رومن رسم خط اختیار کرنے سے نه ترکی زبان بگڑی نه ترکی مخارج نه ترکی لهجه ، گو یه ضرور هے که چهاپے مین بجائے ٦٧١ ٹائپ روپ کے صرف ٣٤ بڑے اور اتنے هی چهوٹے حرف کے روپ ره گئے اور اعداد واوقاف ملا لئے جائین تو ترکی پریس کو صرف ١٠٠ شکلون سے واسطه ره جائیگا -[٢٧] اگر ترك بڑے حروف هی ختم کردیتے (جیسا خود انگریزی کے ترقی پسند شعرا نے شروع کردیا هے) تو ٹائپ روپون کی تعداد اور غلطیون کے امکانات اور بهی کم هو جاتے - جهان تك تحریر کا تعلق هے اس مین اتنی آسانی اور

---

٢٧ - اس عظیم الشان تبدیلی کا نمونه ترکی کتاب Tarih, IV مطبوعه Devlet Matbaasi استنبول ، ١٩٣٤ع صفحه ٢٦٠ و ٢٦١ پر نظر آئے گا ، جهان دونون طرح فاونٹ ایك دوسرے کے مقابل دکهائے گئے هین .

سادگی پیدا ہو گئی کہ چند ھی سال مین تعلیم یافتہ مردون اور عورتون کی تعداد کئی گنا بڑھ گئی - اگر ہم نے رومن حروف کو اپنے ضرورت کے لئے اپنایا تو اس کے ہرگز یہ معنی نہ ہون گے کہ ہم وہی تلفظ اختیار کرین جو انگریزی زبان کا ھے؛ اس کے باعث نہ تو ھماری زبان کے تلفظ یا لھجے میں ذرا بھی فرق آئے گا نہ اردو کی لغت مین کسی نوع کی تبدیلی کی ضرورت ہو گی - ترکوں نے ابتدا مین یہ کوشش کی تھی کہ قدیم ترکی رسم خط کے ساتھ فارسی، عربی لفظون کو بھی اپنی زبان سے نکال دین، لیکن اس مین سخت ناکامی ہوئی اور آج بھی ان کتابون مین جو رسم خط کی تبدیلی کے بعد چھاپی گئی ھین بعض خالص عربی کے الفاظ ملتے ھیں- جیسے Ictima'i muavenet (اجتماعی معاونت)، sihhat (صحت)، milli mudafaa (ملی مدافعہ)، devlet (دولت)، nizam nameh (نظام نامہ)، inkilap (انقلاب)، islahat (اصلاحات)، istikalal harbi (استقلال حربی)، cumhuriyet (جمہوریت)، ticarat (تجارت)، وغیرہ — حقیقت یہ ھے کہ بعض کتابون کا ایک ایک صفحہ ۴۰، ۴۰، ۵۰، ۵۰ ایسے لفظون سے بھرا پڑا ھے - [۲۸]

---

۲۸ - یہ چند الفاظ کتاب Tarih IV کی ورق گردانی کرتے ہوئے سامنے آ گئے- یہ کتاب خود اتا ترک مرحوم کی نگرانی میں شائع ہوئی اور ۱۹۴۸ع مین جب راقم الحروف ترکی مین تھا تو وھان کے میٹرک کے نصاب مین شامل تھی - کتاب بے شمار عربی الفاظ سے بھری ہوئی ھے لیکن ھجے خالص صوتی اعتبار سے کئے گئے ھین - مثال کے طور پر، چونکہ ترکی بول چال مین خ کی آواز ح کی ہوتی ھے اس لئے خ کے لئے کسی رومن حرف کی ضرورت نہین سمجھی گئی - اس طرح لفظ کے آخر مین ب آئے تو اس کا تلفظ پ کیا جاتا ھے اور ق ھیشہ ك کی آواز دیتا ھے - لیکن یہ بات دلچپی سے خالی نہ ھو گی کہ قرآن مجید کو نئی ترکی مین چھاپا گیا تو اس مین یہ التزام رکھا گیا کہ جتنے

رسم خط کی تبدیلی کی بنا پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ہزارہا کتابین جواب تک لکھی جاچکی ہیں وہ بیکار اور رفتہ رفتہ مفقود ہوجائین گی - پھر اردو رسم خط کے کل کتابی ذخیرے کو اردو میں منتقل کرنا محال ہے -[۲۹] اس اعتراض کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ کم سے کم فی الحال تو رومن رسم خط کو صرف سائنسی اور بلند پایہ چیدہ ادبی کتابون کے لئے استعمال کرنے کی تجویز ہے؛ "کل کتابی ذخیرے" کو کسی دوسرے رسم خط مین منتقل کرنے کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے - "کل کتابی ذخیرے" مین تو رطب و یابس، اچھی بری سب ہی کتابیں آجائین گی، اور بعض ایسی بھی ہون گی جو نہ لکھی جاتیں تو اچھا ہوتا - جو تحریک ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ رومن کو بعض خاص اغراض کے لئے اردو کا رسم خط قرار دیا جائے نہ یہ کہ موجودہ رسم خط کا بالکلیہ خاتمہ کردیا جائے - یہان ایک چشم دید واقعے کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا - اکثر اصحاب کو اس کا علم ہے کہ ترکی مین نسخ رسم خط کو سنہ ۱۹۳۴ع میں حکماً ختم کردیا گیا اور چند ہی سال کے بعد اسے حرف غلط کی طرح نابود کردیا گیا، بلکہ اس خوف سے کہ کہین نسخ دوبارہ عود نہ کرآئے خود عربی زبان کو بھی مدرسون سے نکال دیا گیا - نسخ کی جگہ "ینی ترکچہ" یعنی نئے ترکی خط کو جو رومن پر مبنی تھا حکماً رائج کردیا گیا - جولائی سنہ ۱۹۳۸ع مین راقم الحروف تین

= بھی عربی حروف ہین ان مین سے ہر ایک کے لئے جداگانہ علامت ہوتا کہ قرأت میں کسی طرح کی غلطی کا امکان نہ ہو "ینی ترکچہ" یعنی نئے ترکی رسم خط کے لئے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب "یورپ جنگ سے پہلے" باب ۳ (الف) صفحہ ۴۱ تا ۴۸ -

۲۹ - مسعود حسین رضوی ادیب؛ "اردو زبان اور اس کا رسم خط"، صفحہ ۶۳ -

هفته کے لئے استنبول گیا ہوا تھا اور وہاں کے یونیورسٹی کتاب خانے کو ہر
روز مطالعے کے لئے جاتا تھا؛ یونیورسٹی کی تعطیلیں تھین اور خیال تھا کہ مطالعہ
خانہ مین زیادہ بھیڑ نہ ہو گی - پہلے دن کتب خانہ کھلنے سے پانچ منٹ بعد پہنچا
تو دیکھتا ہوں کہ ایک ایک کرسی بھری ہوئی ہے اور نو عمر ترک اور ترکنین نسخ
مین لکھی ہوئی کتابون پر اپنی آنکھین جمائے بیٹھی ہیں اور ان کتابون کو "نئے
ترکی حروف" مین منتقل کر رہی ہین - پہلے دن مجھے بے نیل و مرام اپنے ہوٹل
واپس آنا پڑا اور دوسرے دن کتب خانہ دار صاحب کی ہدایت کے بموجب وقت
سے پانچ منٹ پہلے ہی پہنچ گیا تا کہ کوئی ایک کرسی گھیر لوں - یہ کیفیت میں نے
استنبول کے اکثر بڑے بڑے کتب خانون مین دیکھی - پھر اہم ترکی کتابون پر کیا
موقوف ہے، ایسی غیر زبانوں کی کتابوں کو بھی، جیسے مثنوی مولانا روم ہے،
رومن حروف مین منتقل کردیا گیا ہے اور نہایت دیدہ زیب طور پر چھپوادیا گیا
ہے - عربی زبان کے مخارج اور اصوات کے اظہار کے لئے نئی علامتین اور
شوشے اختراع کئے گئے ہین اور پورا عربی قرآن مجید نئے رسم خط مین چھپوایا
گیا ہے تا کہ ترکون کو عربی رسم خط نہ جاننے سے کسی قسم کی ذہنی تکلیف
نہ ہو - اب بیس بائیس برس کے بعد جب رومن حروف کا ترکی زبان مین پوری
طور پر امتزاج ہو گیا اور قوم کو اپنی زبان کی حد تک عربی زبان کے احیاء
کا خوف نہین رہا تو مدارس مین عربی زبان کی تعلیم پھر شروع کردی گئی ہے -

اردو کو رومن حروف کے سانچے مین ڈھالنے کے لئے متعدد اسکیمیں
بنائی گئین - شاید سب سے مکمل اور ساین ٹی فک وہ اسکیم ہے جس پر لندن کی رایل
اپشیاٹک سوسائٹی عمل کرتی ہے اور جو عربی، فارسی، قدیم ترکی، اردو، پشتو،

سندھی، ملائی اور دوسری ایشیائی زبانون پر حاوی ھے۔ مگر یہ اسکیم بہت پیچیدہ ھے ڈاکٹر مسعود حسین خان نے، جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اردو کے پروفیسر ھین اپنے کتابچہ Phonetic and Phonological of words in Urdu مین ایک حدتک اس اسکیم پر عمل کیا ھے[۳۰] ھمین تو صرف اردو کے لئے آسان سے آسان حروف اختراع کرنے پڑین گے اس لئے کہ موجودہ پیچیدگی کے بدل کے طور پر ایک دوسرا پیچیدہ خط اختیار کرنا کچھ بے معنی سا ھوجاتا ھے۔ ترکون نے سمجھ کر نکال دیا جن سے ترکی کے کسی مخرج کی ادائیگی نہیں ھوتی۔ جیسے ایسے حرفون کو بے ضرورت Z، Y، X، اور چ، غ وغیرہ کے لئے حروف علت پر چند علامتون کا اضافہ کردیا ھمیں۔ اپنے مخارج کے اعتبار سے ایسا ھی کرنا پڑے گا۔ خود انجمن ترقی اردو (حیدر آباد) نے سنہ ۱۹۵۰ع مین جو اسکیم مرتب کی تھی اس مین اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ رومن اردو مین حروف کی شکلین کم سے کم ھون اور جہان تک ھو سکے کسی ایک مخرج کے لئے دو حرف استعمال نہ کئے جائین، چنانچہ ش کے لئے š، غ کے لئے ǧ، ژ کے لئے ž، ٹ کے لئے č، خ کے لئے x کی سفارش کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اس مین اس بات پر بھی زور دیا تھا کہ ھمین مکمل اوقاف قرأت وضع کرنے چاھین اور ان کی سختی سے پابندی کرنی چاھئے، ورنہ عبارت کا مطلب بعض مرتبہ خبط ھوجاتا ھے۔ انجمن کو اس بات کا احساس تھا کہ یہ اسکیم حرف آخر نہین ھو سکتی

---

۳۰ - یہ کتابچہ ستمبر ۱۹۵۴ع مین علی گڈھ مین طبع ھوا ھے۔ اس مین منجملہ دوسری علامات کے زبر کے لئے الٹی e (ә) نون غنہ کے لئے محض (٨)، پیش کے لئے W، متحرک و کے لئے V اور ایسے ھی دوسرے تصرفات کی وجہ سے کافی پیچیدگی پیدا ھوگئی ھے۔

اور اس نے ارباب اردو اور بعض ادارون سے اس کی بابت رائے طلب کی تھی ؛ اس کے بعد نہین معلوم که اس اسکیم کا کیا حشر هوا اور کس کس مقام سے کتنی رائین آئین ۔

سفارشون کا لب لباب

اس مضمون مین جو سفارشین کی گئی هین ان کا لب لباب یه هے :۔

(۱) اردو زبان کی بقا کے لئے یه لازم هے که لیتهو کو فورا خیرباد کہا جائے اور اخبار هون یا کتابیں ، کسی کو لیتھو مین طبع نه کیا جائے ۔

(۲) اردو کے لئے دیوناگری لپی استعمال نه کی جانے ۔

(۳) چھپوائی کے لئے نستعلیق نہایت پیچیدہ ثابت هوگا اوو ٹائپ روپون کی تعداد کی وجه سے اس مین بڑی دقت پیش آئے گی ، اس لئے اس کا خیال چھوڑ دیا جائے ۔

(۴) نسخ ٹائپ جو مرا کو سے ملایا تك پھیلا هوا هے اور جس میں همارے ذیلی براعظم مین سندھی اور پشتو کی کتابین، اخبار اور رسالے چھپے هین اسے اردو کے لئے فوراً رواج دیا جائے ۔

(۵) سائنس اور اعلی ادب کی کتابون کی طباعت اصلاح شده اردو خط مین کی جائے اور اس کے لئے ایك متفقه اسکیم مرتب کی جائے جسے کل هند اساس پر ماهرون کی ایك کمیٹی تیار کرے ۔ نیز اردو کو بیرون هند اور خود هندستان کی مختلف ریاستون کے باشندون کو روشناس کرانے کے لئے اردو ادب کی چیدہ چیدہ کتابین اس اصلاح شده رو من اردو لپی مین منتقل کر کے طبع کرائی جائین ۔

باب - ۲

رومن لپی

——:o:——

(اس رسالے کے پہلے باب مین ہم نے اردو زبان کے لئے رومن لپی کو جزوی طور پر اختیار کرنے کے مسئلے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس باب مین یہ دکھانے کی کوشش کی جائے گی کہ کوئی رسم خط کسی زبان سے وابستہ نہین ہوتا، اور یہ ممکن ہے کہ صدیان گذرنے پر بھی زبان کا ڈھانچا ایک سا رہے مگر رسم خط مین ایک بار نہین بلکہ کئی مرتبہ تبدیلی ہو جائے۔ نیز رومن لپی کی خصوصیات اور پھیلاؤ پر بھی غور کیا جائیگا)

جب سے ہمارا ملک انگریزی زبان سے دوچار ہوا ھے اس وقت سے اردو زبان کے لئے رومن رسم خط اختیار کرنے کا مسئلہ اس زبان کے بولنے والون کے پیش نظر رہا ھے اور ہندستان وانگلستان کے باہمی تعلق کے گویا ابتدائی زمانے ھی سے اس کی ضرورت محسوس ہونے لگی ھے کہ پرانے اردو رسم خط کے ہوتے ہوئے اس زبان کو رومن حرفون کے سانچے مین بھی ڈھالا جائے تاکہ وہ غیر قومیں ھی نہین جو باھر سے ہندستان مین آئی ھین، بلکہ خود وہ ہندستانی بھی جن کی مادری زبانون کی لپیان اردو رسم خط سے مختلف ھین، ھماری زبان کو نسبتاً آسانی سے پڑھ لکھہ سکین ۔ اس سلسلے مین سب سے پہلے رومن حرفون کی ماھیت اور اس کے پھیلاؤ کے اسباب پر غور کرنا ضروری ھے ؛ اس کے بعد ھی یہ سوچا جا سکتا ھے کہ اردو کو رومن مین لکھنے کی تحریک کہان تک کامیاب ہوسکتی ھے ، اس کے عام طور پر اختیار کرنے مین کیا کیا رکاوٹین ھین اور آیندہ اس بارے مین کیا طرز عمل اختیار کرنا مناسب ہوگا۔

رسم خط کے اسلوب مین تبدیلیان

ہر شخص کو اس کا علم ہوگا کہ کوئی خاص رسم خط کسی زبان کے ساتھہ وابستہ نہین ہوتا ، اور آج کل تو یہ خیال عام ہوتا جارہا ہے کہ وسط ایشیا سے لے کر مغربی ملکون تک جتنے بھی رسم خط ہین وہ سب ایک ہی اصل سے نکلے ہین۔[1] یہی نہین بلکہ ایک ہی رسم خط کی شکل و صورت امتداد زمانے سے ایسی بدل جاتی ہے کہ اگر کسی شخص کو اس زبان کے قدیم رسم خط سے واقفیت نہین تو وہ اس زبان کا کتناہی ماہر کیون نہ ہو یہ پرانی تحریر نہین پڑھ سکتا - مثلا عربی ہی کو لیجئے - عربی زبان کم از کم ادبی عربی مین پچھلے تیرہ چودہ سو سال سے کوئی بدیہی فرق نہین ہوا ، اور آج بھی وہی عربی لکھی پڑھی جاتی ہے جس کا معیار آج سے تقریبا چودہ سو برس پہلے خدا کے کلام کے ذریعہ قائم ہوا تھا - لیکن عربی زبان کے علما کے ان مراسلون کا پڑھنا جو رسول اکرم صلعم نے نجاشی والی حبش یا مقوقس والی مصر کے نام ارسال فرمائے ، اس وقت تک ناممکن ہے جب تک وہ اس زمانے کی تحریر کے اسلوب سے واقف نہ ہوجائین - اسی طرح زنجبار کی بعض مسجدون اور اسپین کی بعض عمارتون پر یہی عربی زبان کوفی رسم خط مین لکھی ملے گی اور بغیر اس اسلوب سے پوری واقفیت کے انہین پڑھنا تقریبا ناممکن ہے۔[2] چند سال پہلے حیدرآباد کے دفتر دیوانی، ملکی ومال

۱ - اس کے لئے دیکھئے منجملہ دوسری کتابوں کے Bodmar, The Loom of Language باب ۲ -

۲ - رسول اکرم صلعم نے جو مراسلہ مقوقس کے نام بھیجا اس کا چربہ سجاد مرزا صاحب کی کتاب " اردو رسم خط " کے صفحہ ٦ کے مقابل درج ہے - کوفی خط کے متعلق دیکھئے Encyclopaedia of Islam جلد ۱ ، صفحہ ۳۸۴ - ۲۸۵ -

کی طرف سے شاہ جہان بادشاہ کے زمانے کے بعض کاغذات کے چربے اوران پر یاد داشتین ایک ضخیم کتاب کی شکل مین شائع ہوئی تھین جنھین ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب نے نہایت محنت اور جاں فشانی سے تیار کیا تھا [۳]۔ اس کتاب مین جن تحریرون کے چربے شامل ھین وہ زیادہ سے زیادہ تین ساڑھے تین سو برس پرانے ھین؛ لیکن جن اصحاب نے اس کتاب پر نظر ڈالی ہوگی یا دفتر دیوانی مین اصلی تحریرین دیکھی ہون گی انہیں یقینا محسوس ہوا ہوگا کہ آج کل کی فارسی املا اور اس زمانے کی فارسی لکھاوٹ میں زمین آسمان کا فرق ھے۔ خود انگریزی کو لیجئے جس سے آج کل کے زمانے مین ھر پڑھا لکھا تھوڑا بہت واقف ھے۔ جن اصحاب نے آج سے چار پانچ سو برس پہلے کے ان مراسلوں اور دستاویزون کو دیکھا ھے جو برٹش میوزیم اور لندن کے امپریل ریکارڈ آفس میں رکھے ھین وہ اس کی داد دین گے کہ اس چار پانچ سو برس میں انگریزی لکھاوٹ کا طرز بالکل بدل گیا ھے۔ ان سے اور اسی قسم کی دوسری مثالون سے ظاھر ہوتا ھے کہ اگر بالفرض کسی زبان کا رسم خط اصلاً نہین بدلا تو بھی کسی ایک عہد کے رسم خط کے اسلوب مین امتداد زمانہ سے اتنا عظیم فرق ہوجاتا ھے کہ اس کے پڑھنے کے لئے خود اہل زبان کو اس کے حروف ھجا کا کسی مبتدی کی طرح مطالعہ کرنا پڑے گا۔

لہجے مین اتار چڑھاؤ

ایک دوسری بات یاد رکھنے کے قابل یہ ھے کہ کسی زبان کو ہو بہو صرف حرفون کے سانچے مین نہیں ڈھالا جاسکتا۔ اصل مین ہم جب بات کرتے ہین تو الگ الگ حرف یا لفظ ادا نہین کرتے بلکہ ایک ایک ساتھ فقرے ادا کرتے ھین،

۳ - Selected Documents of Shahjahan's Reign حیدر آباد، سنہ ۱۹۵۰ع

اور مشکل سے کوئی ایسی زبان ھوگی جس کے بولنے مین اتار چڑھاؤ نہ ھوتا ھو۔ بعض زبانین تو ایسی مین جن مین جب تک لفظ کے ایک حصے پر زور نہ ڈالا جائے اس وقت تک اھل زبان کی بھی سمجھ مین نہین آسکتا کہ بات کرنے والے کا مقصد کیا ھے۔ مجھے یاد ھے کہ ایک دفعہ میری موجودگی مین ایک صاحب، جن کی مادری زبان انگریزی نہ تھی، کسی انگریز خاتون سے جوالا مکھی یا آتش فشان پہاڑ کا ذکر کرنا چاھتے تھے۔ انھون نے انگریزی لفظ Volcano اپنے ایک جملے مین استعمال کیا لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس لفظ کے دوسرے حصے یعنی ca پر زور دیتے انھون نے پہلے حصے پر زور دیا، یعنی بجائے Volca'no کے انھون نے اس کا تلفظ Vo'lcano کیا۔ وہ برابر اسی غلط تلفظ کو دھرائے جاتے تھے اور خاتون ان کا منھہ تک رھی تھین اور I beg your pardon, I beg your pardon کہے جاتی تھین۔ وہ بیچارے سخت حیران و پریشان تھے کہ مجھے تو بچپن مین استاد نے جوالا مکھی کے لئے یہی لفظ بتایا ھے، نہ معلوم یہ خاتون اسے کیون نہین سمجھتین۔ جب دونوں بے حد زچ ھوئے تو انھون نے بات آگے کو چلانے کے لئے اور اپنا مفہوم سمجھانے کے لئے کہا کہ میرا مطلب اس پہاڑ سے ھے جس سے آگ نکلتی ھے۔ اب خاتون کو معلوم ھوا کہ وہ جس لفظ کو ادا کرنا چاھتے تھے وہ Volca'no ھے۔ اکثر انگریزی لفظون کے مفہوم مین لہجے کے اسی اتار چڑھاؤ سے تمیز ھوتی ھے، جیسے perfo'rm moun'tain, ma'son, awr'y وغیرہ، اور یہ ظاھر ھے کہ تلفظ کا یہ اھم جزو کہ لفظ کے کسی حصے پر کتنا زور دیا جائے اس کو معمولی تحریر مین ظاھر نہین کیا جاسکتا۔

اس سے زیادہ مشکل آواز کے اس اتار چڑھاؤ کا اظہار ہے جس کو فقرے یا جملے کے کسی حصے پر اس کے حقیقی معنی ظاہر کرنے کے لئے کام مین لانا ضروری ہے - ہر فقرے یا جملے کے ادا کرنے مین کسی نہ کسی لفظ پر زور دیا جاتا ہے، اور جب یہ زور اس لفظ سے ہٹا دیا جائے تو اس کے معنی فی الفور بدل جاتے ہین - ذیل کے معمولی لفظون کے ایك فقرے سے اس تبدیلی کا اظہار ہو جائے گا .

کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے ؟ | کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے ؟
کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے ؟ | کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے ؟
کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے ؟ | کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے ؟
کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے ؟ | کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے ؟ [۴]

اس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ جب تك ہم فقرے کے سب سے اہم حصے پر اپنے لہجے کے اعتبار سے زور نہ دیں اس وقت تك فقرے کا صحیح مفہوم سمجھہ مین نہین آئے گا - لیکن معمولی طور پر ہم اپنی تحریر مین اس کا التزام نہین

۴-- شاید باقی سب زبانوں سے چینی زبان کے معنی مطلب کا دار و مدار لہجے کے اتار چڑھاؤ پر ہوتا ہے - ہر شخص اس سے واقف ہے کے چینی زبان حروف نہین بلکہ بنیادی لفظوں پر بنی ہے - یہ تعداد مین ۴۲۰ ہین اور معنوں مین تنوع انھی ۴۲۰ آوازون کے جوڑ توڑ اور اتار چڑھاؤ سے ظاہر کیا جاتا ہے - مثلاً ai سورج ؛ Ywe = چاند ؛ دونوں کو ملانے کی آواز کے معنی روشنی اسی طرح Che = سیدھا قدم ؛ Chu = الٹا قدم ؛ دونوں کو ملایا تو چلنا ہو گیا - دیکھیے : Bodmer صفحہ ۴۲۶ ؛ نیز راقم الحروف کی کتاب « نشریات » مین « چین کا تمدن » کے عنوان سے جو باب ہے اس مین بھی چینی زبان کی ترکیب کا ذکر ہے، خصوصاً صفحہ ۳۳ اور صفحہ ۳۴ پر لہجے کی اہمیت ظاہر کی گئی ہے -
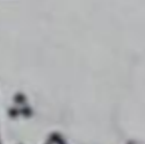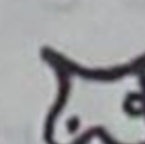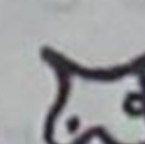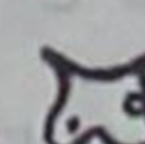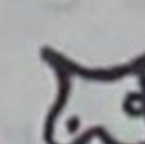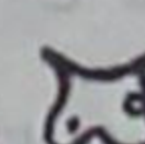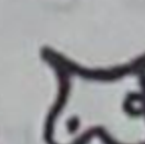
کرتے که فقرے کے ایسے حصون کو کسی نشانی کے ذریعه سے ممتاز کردین جن
مین اتار چڑھاؤ اور لہجه بندی ضروری ھے ، اور اس کے بغیر ھی ھم ھر فقرے
کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے ھین ۰

تصویر نگاری

اس مختصر بحث سے یه مراد تھی که کسی خاص طرح کی تحریر زیادہ سے
زیادہ ایك سطحی اور رسمی طریقے سے ھمارے مفہوم کو واضح کیا جاسکتا ھے ـ
اسی طرح یه ضروری نہین که کسی زبان کے لئے کوئی خاص لپی مخصوص ھو بلکه
سب سے بہتر لپی وھی ھوگی جس کے ذریعے ھم کسی زبان کا مفہوم دوسرون
کے ذھن نشین کراسکیں ـ حقیقت یه ھے که جیسا جیسا زمانه گذرتا جاتا ھے
ویسے ھی دنیا کی زبانون کا عام رجحان یه ھوتا جاتا ھے که لکھنے پڑھنے میں
آسانی ھو اور اس کے لئے بجائے پیچیدہ تصویر نما یا نوك پلك والے حرفون کے
محض آساں رسمی شکلین کافی سمجھی جارھی ھین ـ ابتدا مین انسان صرف اپنی یاد
پر بھروسه کرتا تھا اور اگر اپنے حافظے کی مدد کے لئے کوئی نقش کھینچتا
بھی تھا تووہ محض تصویرین ھوتی تھین ـ آھسته آھسته انھی پیچیدہ تصویرون سے
علامتیں بن گئیں مثلا آنکھه اس کی تصویر 𓂀 سے ظاھر ھوگی تو دو آنکھون
کے معنی دیکھنے کے ھو جائیں گے ـ اس لکھاوٹ کی بہترین مثال قدیم مصر سے ملتی
ھے ـ مصری زبان مین بیل کو « الف » کہتے تھے اور اس کے اظہار کے لئے بیل
کا سر [illegible] بنادیا جاتا تھا ـ امتداد زمانه سے یه محض [illegible] یا [illegible] ھوگیا جو ھجائی ارتقا
کے بعد [illegible] بن گیا اور یہی وہ علامت ھے جو برھمی [illegible] یا K کے واسطے

سے سنسکرت अ اور ذرا پلٹ کر یونانی اور لاتینی مین A بن جاتی ھے ۔ ۵

اس تبدیلی مین ایک بات خاص طور پر قابل لحاظ ھے، وہ یہ کہ بجائے پیچیدہ نوک پلک والی بڑی بڑی علامتون کے حروف تہجی کے لئے یہ کافی سمجھا گیا کہ وہ آسان ہون خواہ بظاہر ان مین کوئی خاص مفہوم چھپا ہوا ہو یا نہ ہو ۔ خود مصری تصویر دار حرفون کی جگہ سادہ علامتین استعمال کی جانے لگین اور قدیم ایرانی میخی حرف بہت جلد بیکار اور پیچیدہ سمجھ کر خارج کردئے گئے ۶ ۔

رومن رسم خط کا آغاز اور اس کا پھیلاؤ

کسی رسم خط یا لکھاوٹ کی تعریف زیادہ سے زیادہ یہ کی جاسکتی ھے کہ یہ لکھنے کا وہ طریقہ ھے جسے کسی خاص زبان والے اس زبان کیلئے سب سے آسان یا مفید سمجھتے ہون اور جسے یا تو خود انہون نے ایجاد کیا ہو ورنہ کسی دوسری زبان کی لکھاوٹ مین اپنے حسب حال ترمیمین کرکے اپنی زبان کو اس سانچے مین ڈھال لیا ہو ۔ رسم خط کے اعتبار سے سریانی اور فنیقی، یونانی اور لاتینی کے ڈانڈے مل جاتے ھین، یہان تک کہ یونانی زبان کے حروف تہجی کی ترتیب تقریبا وھی ھے جو عبرانی حروف اور عربی ابجد کی ھے ۔

رومن رسم خط اصل مین یونانی رسم خط کی ارتقا شدہ شکل ھے ۔ اس رسم

---

۵ ۔ Bodmer، باب ۱؛ Encyclopaedia Brittanica جلد ۱، صفحہ ۶۷۷ وغیرہ ۔

۶ ۔ قدیم مصری حروف کے لئے دیکھئے، ایضا جلد ۱ صفحہ ۶۷۹؛ میخی حروف کے لئے Bodmer باب ۱ میخی حروف کی مثالین :— [cuneiform] = تو؛ [cuneiform] = بدا؛ دیکھئے Encyclopaedia Brittanica جلد ۱ صفحہ ۶۷۹ وغیرہ ۔

خط مین جو اس وقت پانچوں براعظمون مین پھیلا ہوا ھے ، اصل میں صرف ۲۳
حرف تھے اور یہ اس طرح کہ i کو صحیح اور علت دونون کے لئے استعمال کیا
جاتا تھا اور یہی کیفیت v کی تھی۔ آگے چل کر i کی دو شکلین ہو گئین : اسے
حرف علت کے طور پر حسب حال قایم رکھا گیا اور حرف صحیح کے لئے اسی کو
ذرا بڑھا کر j کر دیا گیا۔ اسی طرح v حرف صحیح ہو کر رہ گیا اور اس سے
حرکت کا کام لیتے تو اسے ذرا گول کر کے u لکھتے۔ اس کے بعد جب رومن
رسم خط کو ایسی زبانون کے لئے استعمال کیا جانے لگا جن مین v کی آواز اتنی
سخت نہ تھی جتنی رومن میں ، اور اس کا مخرج بجائے دانت اور ہونٹ کے محض
دونون ہونٹون سے نکالنا منظور ہوا تو اس کے لئے v کو دھرا کر کے ایک نئی
علامت بنائی گئی جسے انگریزی مین Double u اور فرانسیسی مین اب تک
Double v کہتے ھین ۔

اس مثال سے رومن رسم خط کے بست و کشاد کا اندازہ ہو جائے گا ،
اور اس رسم خط کی یہی لچک ھے جس کی وجہ سے یہ دنیا کے گوشے گوشے مین
پھیلا ہوا ھے۔ وہ ملک جن کی زبانین رومن حرفون میں لکھی جاتی ھین ان کی تعداد
۵۵ سے زیادہ ھے جن مین یورپ کے ۲۵ ، امریکہ کے ۲۲ ، افریقہ کے ۴ یا ۵ ، آسٹریلیا
کے ۳ اور ایشیا کا ایک ملک شامل ھے ، اور ان ملکون کی آبادی ۸۰ کروڑ
تک پہونچتی ھے ۔ ان کے علاوہ ایسے ملک بھی ھین جن کے باشندون کی مادری
زبان تو رومن حرفوں مین نہین لکھی جاتی لیکن جہاں کی سرکاری زبانین اسی

رسم خط مین لکھی جاتی هین ۔ ان ملکون کی آبادی بھی چھپن کروڑ سے کم نہین ، ۷
هم جانتے هین که دنیا کی مجموعی آبادی دو ارب سے ذرا زیاده هے اور اس سے اندازه
هو جائیگا که جو زبانین رومن حروف مین لکھی جاتی هین وه اس پوری آبادی
کے نصف مین پهیلی هوئی هین ۔

یه ایک واقعه هے که سوائے سوویٹ روس کے بعض علاقون کے، ۸ جن جن

۷ - مختلف بر اعظموں کے جن باشندوں کی مادری زبانین رومن حروف میں لکھی جاتی هیں
ان کی تعداد :-

یورپ ۳۲ء۵ کروڑ
امریکه ۲۷ء۵ کروڑ
آسٹریلیا (مع اندونیشیا) ۸ء۵ «
ایشیا ۲ «
افریقه ۵ء «
میزان ۷۱ «

حسب ذیل ملکوں کی سرکاری زبانین رومن حروف مین لکھی جاتی هین حالانکه ان کی مادری
زبانوں کے لئے دوسری لپیاں هین :-

ایشیا ۴۳ء۵ کروڑ
افریقه ۱۲ کروڑ
اوشینیا ۵ء «
میزان ۵۶ «

۸ - سوویٹ روس کے ان سب جمهوریوں نے جن مین فارسی یا ترکی رائج هے ، رومن خط
سنه ۲۷ — ۱۹۲۰ ع مین اختیار کر لیا، لیکن شاید سیاسی کیفیتوں سے مجبور هو کر سنه ۱۹۳۶ ع
مین سب کو ایک ساتھ روسی رسم خط (جو رومن سے بهت زیاده پیچیده هے) اختیار کرنا پڑا ۔
روسی رسم خط ایک حد تک رومن کی طرح یونانی لپی پر مبنی هے لیکن اس مین ۲۴ کی بجائے ۳۵
حرف هین ۔ بعض حرف ایسے بهی هین جن کی شکل تو هو بهو کسی رومن حرف کی هے لیکن
تلفظ بالکل جدا گانه هے ۔ جیسے B کا تلفظ واؤ کا هے ، P کا تلفظ، ر کا هے اور H کا تلفظ ن
کا هے ۔ بعض حرف همارے لئے بالکل نئے هین، جیسے Γ = ج ، Ж = ژ ، Ч = چ وغیره ۔
ایک خاص بات اس رسم خط مین یه هے که ۳۵ مین سے ۳۱ حرف ایسے هین جن مین بڑے
اور چهوٹے حرفوں کی شکل بالکل ایک هے صرف جسامت میں فرق هے سنه ۱۹۴۹ ع کے اواخر
مین راقم الحروف نے دهلی کے روسی سفارت خانے سے دریافت کیا تها که اس وقت وسطی
ایشیا کی هجائی صورت حال کیا هے ۔ سفارت خانے کی سکریٹری میڈم ارزینا کا جواب آیا که =

ملکون نے اپنی اپنی زبانیں رومن لپی مین ڈھال لی ھین انھون نے اسے کبھی بدلنے
کی کوشش نہین کی اور اس رسم خط کو اتنا اپنا لیا کہ اسے بجائے رومن کے انگریزی،
فرانسیسی، اطالوی، ترکی، اندونیشی وغیرہ کہنے لگے - لسانیاتی ماہرون کا خیال ھے
کہ اس رسم خط کے استحکام کا یہ عالم ھے کہ ڈھائی ھزار سال پہلے سے آج تک یہ
ایک ھی شکل میں قایم ھے - روما کے تفوق کے ساتھہ یہ اس کی سلطنت کے
تھوڑی سی تبدیلی کیساتھہ بیشتر حصون میں پھیل گیا اور بعض ملکون جیسے اٹلی،
فرانس اور اسپین کی زبانون پر تو اس کا اتنا اثر پڑا کہ یہ رومانی زبانین کہلانے
لگین اور انھون نے فی الفور اسے اختیار کر لیا؛ لیکن بعض زبانین مثلاً برطانوی، کلٹی
اور اسکینڈی نیویائی زبانین ایسی تھین جنھون نے چھٹی صدی عیسوی تک اسے اختیار
نہین کیا - اس کے بعد رومن حروف کی تحریک تیزی کے ساتھہ پھیلتی گئی یہان تک کہ
گیارھوین صدی میں دور دراز آئس لینڈ نے بھی اپنے پرانے رونک حروف کی
جگہ رومن رسم خط کو اپنے یہان رائج کر لیا - ۹ پچھلے چالیس پچاس برس مین

سنہ ۱۹۲۰ تا ۱۹۲۷ ع میں وسطی ایشیا کے ان جمہوریون نے جنکی زبانون کے حرف نسبۃً
زیادہ پیچیدہ تھے رومن لپی اختیار کر لی تھی، لیکن چند سال بعد انھون نے «اپنی مرضی سے»
روسی رسم خط اختیار کر لیا - میڈم اوزینا نے اس تبدیلی کا جو سبب بتایا ھے وہ بہت دلچسپ
ھے، اور اسے خود ان کے لفظون ھی میں بیان کرنا مناسب ھے - فرماتی ھیں - =

"The main reason for acceptance of the Russian script was that it enables the people of non-Russian nationalities to learn the Russian language and to be more acquainted with all the values of the Russian culture which is rightly considered the most advanced and the most developed among the culture of other republics."

۹ - رونک لپی مین صرف ۱۶ حرف تھے؛ اور یہ بات ھماری دلچسپی کا باعث ھے کہ ان حرفون
کا تعلق فنیقی رسم خط سے تھا جو خالص سامی حرف تھے اور جو عبرانی اور عربی سے ملتے جلتے
دیکھئے Wheaton, History of the Northmen جس کا اقتباس
Historians' History of the World جلد ۲۱ صفحہ ۱۳۱ پر دیا ھوا ھے

جرمنی نے بھی اپنی سائنسی اور حکمیاتی فکر کی کتابون کے لئے قوطی حرفون کے بجائے (جو اصل مین رومن حرفوں هی کی پیچیده شکلیں هیں اور جن مین همارے نستعلیق رسم خط کی طرح نوک پلك کا خاص خیال رکھا جاتا هے) ساده رومن حرف اختیار کر لئے هین، اور شاید وه دن زیاده دور نہین که قوطی حرف ایك قصه ماضیه بن کر ره جائین۔

رومن رسم خط کی خصوصیات

اب سوچنے کی بات یه هے که آخر رومن لپی مین وه کیا خصوصیتین هین جن کی وجه سے یه شمال و مغرب مین آئس لینڈ اور جنوب و مشرق میں اندونیشیا تك پھیل گئی هے۔ اگر هم اس لپی کا هندستان کی دو لپیوں یعنی هندی اور اردو سے مقابله کرین تو بهتر هو گا۔ دیوناگری رسم خط کے برخلاف رومن حروف اصلاً متحرك نہین بلکه ساکن هین، چنانچه آواز کے ادغام کی وجه سے رومن حروف کو مدغم کرنے کے لئے انکی شکل بدلنے کی ضرورت پیش نہین آتی. دیوناگری لپی مین جس حرف کو ساکن کرنا مقصود هو یا تو اس کے نیچے سکون کی علامت لگانا پڑے گی جو ایك طرح سے معیوب سمجھی جاتی هے، ورنه پھر سن یکتا کشر کے اصول پر ساکن حرف کے ایك حصے کو، جو زیاده تر حرکت کی اندرونی علامت یعنی سیدھی لکیر پر مشتمل هوتا هے، گرا دینا پڑے گا۔ مثال کے طور پر لفظ « هندستاں » کو لیجئے۔ اس کی صحیح املا हिन्दुस्तान هے۔ اس مین न اور स دونون کی حرکت کی علامت کو گرا کر باقی مانده شوشے اگلے حرفون یعنی द اور त کے ساتھ ملانے پڑھیں تاکه زبر کی آواز ساقط هو جائے، اس لئے که اگر علامت کو نه گرایا گیا اور پورے پورے حرف لکھے گئے تو اس کی املا हिनदुसतान هو گی۔

اور تلفظ هسَن دُسَ تان هو جائے گا - بعض دفعه تو تین تین حرفون کو ایك
دوسرے ساتهه مدغم کرنا پڑتا هے جس کی وجه سے پیچیدگی اور بهی بڑهجاتی
هے - ایك تباین رومن رسم خط اور دیوناگری رسم خط کے درمیان یه بهی هے
که دیوناگری رسم خط مین نفسی یا ترخیم شده حرفون کے لئے اصل حرفون سے
مختلف شکلین هوتی هین جس سے مبتدی کو کافی دقت هوتی هے - مثلا ساده ب ब
کی شکل ایك هے اور اگر بھ لکھا جائے تو اس کی صورت भ بالکل بدل جاتی
هے ۱۱ - ملے جلے حروف کا مسئله اردو رسم خط مین ایك حدتك هندی سے بهی
زیاده پیچیده هے اس لئے که یهان بعض حروف کی شکلین لفظ مین حرف کے مقام
کے ساتهه بدلتی رهتی هین یعنی اگر حرف لفظ کی ابتدا مین آئے تو اس کی شکل ایك
هوتی هے، بیچ مین آئے تو دوسری اور آخر مین آئے تو تیسری - یه پیچیدگی لوهے
کے چهاپے مین بهت زیاده عیاں هوجاتی هے - لوهے کے ٹائپ مین ۲۴ پائنٹ نستعلیق
کے لئے، علاوه اعراب علامات اور اعداد کے، یعنی صرف حروف کی حدتك ٦٥٩ شکلیں
درکارهیں، اور ان کے هر اکهرے مجموعے یا فاؤنٹ کا وزن ۲½ من هوگا !! اسی ناپ
کے نسخ ٹائپ کے لئے ۲۷۸ شکلین، حیدرآباد کے سرکاری مطبع کے ایجاد کرده
خط عثمانی کے لئے ۹۰ شکلین، اور جناب سجاد مرزا کے بنیادی ٹائپ کے لئے
۷۹ شکلون کی ضوورت پڑے گی - اس کے برعکس نئے ترکی رسم خط کے لئے،
جو ترکی ضروریات کے اعتبار سے اصلاح شده رومن هے، اصل مین صرف
۲۵ شکلون کی ضرورت تهی، لیکن چونکه انهون نے کیپٹل حروف کو بهی رواج

۱۱ : دیوناگری مین ایسے سن یکنا کشرون کی شکلین پانچ سو کے قریب هین
۱۲ - اسی طرح ملاحظه هو क اور ख ؛ ग اور घ ؛ च اور छ ؛ ज اور झ وغیره

دیا ھے اس لئے ٹائپ کی شکلون کی تعداد دوگنی سمجھنی چاھئے - اگر یہ اصول ٹھیک ھے کہ "ٹائپ سازی مین حروف کی پائیداری، حروف اور جوڑون کی تعداد مین کمی، کمپازیٹر کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولت کا فراھم ھونا، کم سے کم جگہ مین زیادہ سے زیادہ مضمون کا کمپوز ھونا اور سیسے کے کم سے کم استعمال" کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر رومن ٹائپ حرف آخر سمجھنا چاھئے اس لئے کہ اس مین یہ سب خصوصیتین پائی جاتی ھین[۱۲] -

صوتیاتی اصول

اوپر عرض کیا جا چکا ھے کہ اس وقت کم و بیش ۵۵ ایسی زبانین ھین جو رومن حروف مین لکھی جاتی ھین، اور یہ زبانین تمام اقلیمون مین پھیلی ھوئی ھین اور ان کے مخرج بھی جدا جدا ھین - اس سے معلوم ھوا کہ رومن رسم خط مین اس کی کامل صلاحیت ھے کہ اِدھر اُدھر تھوڑی بہت ترمیم کرکے ھر زبان کے صحیح اور علمی حروف کے مخرج ادا ھو سکین - اس مین شبہ نہین کہ بعض ایسی زبانین ھین جو رومن حرفون مین لکھی جاتی ھیں لیکن امتداد زمانہ سے ان کے صوتیاتی اصول سے حرفون کی آواز کو کافی گریز ھو گیا ھے - انگریزی کو لیجئے؛ اس زبان کے ھجون اور تلفظ سے زیادہ بے اصولی شکل سے کسی زبان مین دیکھنے مین آسکتی ھے- انگریزی مین حرف u سے زبر کی آواز بھی نکلتی ھے جیسے but ، زیر کی بھی جیسے busy اور پیش کی بھی جیسے put ؛ اسی طرح gh کبھی 'گھ'، ھو

---

۱۲ - دیکھئے «نمونہ جات ٹائپ» ایجاد کردہ سررشتہ طباعت سرکار عالی حیدر آباد دکن ؛ نیز «اردو رسم خط» ص ۲۴ -

جاتا ھے جیسے ghoul کبھی گ کی آواز دیتا ھے جیسے ghost کبھی ف کی آواز دیتا ھے جیسے cough کبھی کوئی آواز نہین دیتا، جیسے bough ؛ مگر یہ رومن لپی کا قصور نہین بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ھے کہ ابتدا مین تو انگریزی زبان کے لئے رومن حرفون کو اختیار کرتے وقت خالص صوتیاتی اصول کو پیش رکھا گیا تھا، یعنی ہر آواز کیلئے ایک ھی حرف کافی سمجھا گیا تھا، لیکن یہ بنیاد قائم نہین رھی اور اب تو انگریزی زبان کے ہجے مین کسی قسم کا اصول ھی باقی نہین رہا[13]۔ لیکن یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ رومن حروف کی روش ہر زبان مین انگریزی کی طرح غیر معین ھے۔ ہر زبان مین رومن حرفون کی آوازین اس زبان کے اصول کے مطابق معین کی گئی ھین یہان تک کہ دوسری زبانون مین جا کر رومن حروف رومن نہین رہتے بلکہ انگریزی، فرانسیسی، اطالوی یا ترکی بن جاتے ھیں، اور اگر کسی زبان مین ایسی کوئی آوازیں ھیں جو بنیادی رومن لپی مین نہین پائی جاتین تو تھوڑے سے تصرف کے بعد ان ھی حروف مین یہ آوازین پیدا کی جاسکتی ھیں۔ مثال کے طور پر چ کے تلفظ کو لیجئے جو بنیادی رومن مین نہین پایا جاتا۔ جب مختلف زبانین جن مین یہ تلفظ عام تھا رومن سانچے مین ڈھالی گئیں تو ہر ایک میں یہ آواز مختلف طرز سے پیدا کی گئی اور اس کے لئے مرکبات ایجاد کئے گئے۔ مثلا اس آواز کے لئے انگریزی مین ch فرانسیسی میں tch اطالوی مین ci اور ترکی مین ç مقرر کی گئی۔ یہی کیفیت

---

۱۳ - ہر شخص کو علم ھے کہ انگریز اصول پرست نہین ہوتے بلکہ موقع محل کے اعتبار سے عمل کرتے ھین۔ اس عادت کا اظہار اس بات سے ہوتا ھے کہ انگلستان ھی ایسا ملک ھے جس مین یہان کے سیاسی دستور کو تحریر میں نہین لایا گیا؛ یہی وجہ ھے کہ یہان کا دستور بھول بھلیون مین گویا پھنس کر رہ گیا ھے۔

حروف علت کی ہے، اور سوائے انگریزی کے باقی تقریبا ہر زبان مین ان حرفون
کا تعین ایک بڑی حد تک تلفظ کے اعتبار سے کیا گیا ہے مثلا فرانسیسی مین ai کی
آواز تقریبا ہمیشہ ए کی اور au کی آواز औ کی ہوگی۔ یوروپی زبانون میں نون
غنہ زیادہ تر دو زبانون یعنی فرانسیسی اور پرتگیز مین آتا ہے۔ پرتگیز میں اس آواز
کا اظہار حرف علت پر ایک مد لگانے سے کیا جاتا ہے، جیسے Damaõ، جو
ناسک کے قریب ایک پرتگیز نوآبادی کا نام ہے؛ فرانسیسی مین یہ اصول مقرر کیا
گیا ہے کہ لفظ کے کسی جزو کے آخر مین m یا n ہو اور اس کے پہلے کوئی حرف
علت ہو تو ان حرفون کی آواز نون غنہ کی ہو جائے گی۔ اسی طرح حرف صحیح t
کو لیجئے؛ شمالی تیوتانی زبانون میں، جن مین انگریزی بھی شامل ہے t کی قدر
ہمارے ٹ کے برابر ہے، اور جیسے جیسے آپ شمالی ملکون کی طرف جائین گے
اس کی آواز مین انگریزی سے بھی زیادہ سختی ہوتی جائے گی؛ لیکن یہی t رومانی
زبانون مین جن کا ماخذ لاتینی ہے، بالکل ت ہو جائے گی، چنانچہ جنوبی فرانس کی
گیسکونی بولی، ہسپانوی، پرتگیز، اطالوی اور دوسری جنوبی زبانوں مین t کے
تلفظ اور ہماری ت کے تلفظ مین مطلق کوئی فرق نہین رہتا۔ اصل مین رومن
حروف کے تلفظ مین بست و کشاد کی یہی گنجائش ہے جس کی وجہ سے یہ رسم خط
برابر پھیلتا جارہا ہے، اور ان زبانون کو جن کا رجحان اس رسم خط کی طرف حال
ہی مین ہوا ہے انہین اسے اختیار کرنے مین کوئی تکلف نہین ہوا، اور وہ خود
اپنے تلفظ کے اعتبار سے اسے رائج کر رہی ہین۔

ایک اور مثال کے طور پر ترکی کو لیجئے۔ ترکون سے کبھی بھی ق اور خ کے مخرج
ادا نہین ہو سکتے تھے۔ اسی طرح اگر کسی لفظ کے آخر مین یا لفظ کے کسی جزو

کے آخر مین ب ہوتا اور اس سے پہلے کوئی حرف علت ہوتا تو ب کا تلفظ پ کا
ہو جاتا اور ج ہوتا تو اس کا تلفظ چ کا ہو جاتا ۔ اسی طرح ان کے حروف ھجا
مین ایک حرف تھا جسے کاف نونی کہتے اور جو « ك » پر تین نقطے لگا کر لکھا
جاتا تھا ۔ اب « ینی ترکچه » یا نئی ترکی (یعنی رومن) رسم خط مین کاف نونی
یا « ن » کے درمیان کوئی فرق رکھا گیا اور نہ ق اور خ کے لئے کسی خاص رومن
حرف کی ضرورت سمجھی گئی ، اور « جیسی بولی ویسی لکھاوٹ » کا اصول
تسلیم ھی نھین کر لیا گیا بلکہ اس پر عمل بھی فی الفور شروع کر دیا گیا. حقیقت یه
ھے که حال مین جہاں کہین بھی اس رسم خط کا رواج پڑا ھے ، وسط ایشیا کے
فارسی یا ترکی بولنےوالون مین ھو یا اندونیشیا مین ، اسی اصول پر عمل ہوتا آیا
ھے ۔ اس طرح لپیون مین جو پیچیدگیان تھین وہ رفع ھوگئین اور نئے حرف پہلے
سے بھی زیادہ زبان کے اجزا بن گئے [۱۴] ۔

غیر زبانون کے اعلام

اگر ھم ان زبان کی لپیون پر غور کرین جن کی لکھاوٹ حرفون سے مرکب
ھے [۱۵] توھم محسوس کرین گے که ان مین سب سے کم حرف رومن لپی مین ھین ، مثلا
یونانی مین ۲۴ حرف ھیں ، جرمن یعنی قوطی مین ۲۶ ، عربی مین ۳۰ ، فارسی مین

۱۴ ۔ مثال کے طور پر ترکی زبان کے پرانے رسم خط کی پیچیدگیوں کے لئے دیکھئے محبوب عالم مرحوم کی کتاب « قواعد ترکی » لاھور سنه ۱۹۰۴ باب (۱۵) ۔

۱۵ ۔ ایسی زبانون مین جن مین حرف نھیں بلکه لفظ لکھے جاتے ھیں چینی زبان سب سے ممتاز ھے یه زبان ideography خیال نگاری ، تصویر نگاری pictography پر مبنی ھے ۔ اور اس کی علامتین پورے لفظون ، چیزون اور خیالات کو ظاھر کرتے ھیں ۔ دیکھئے :
' Pei : The world's chief languages

۳۵ ، اردو مین ۳۷ اور ناگری مین ۵۵ ؛ رها رومن رسم خط تو جیسا اوپر عرض کیا گیا هے ، ابتدا مین اس مین صرف ۲۳ حرف تھے ، اور اب ۲۶ هین - ایک بات یه بهی قابل غور هے که رومن لکھاوٹ مین غیر زبانون کے لفظون اور نامون کا تلفظ نسبة آسانی سے ادا هوسکتا هے ، یه ضرور هے که آواز کا اتار چڑھاؤ جو هر زبان کی گویا جان هوتا هے خواه وه کسی لکھاوٹ مین لکھی جائے کسی رسم خط سے ادا نهین هوسکتا ؛ لیکن یه بهی یاد رهے که کسی رسم خط کا ڈھانچه جتنا ساده هوگا اتنی هی آسانی سے دوسری کسی زبان کے الفاظ اس مین اتارے جاسکین گے - جو اصحاب سائنس یا کسی خاص فن کی عربی کتابون سے واقف هین انهیں اس بات کا اندازه هوگا که ان کتابون مین جهان جهان غیر ملکون کے سائنسدانون، سیاستدانون، تاریخ شناسون کا ذکر آتا هے وهاں عرب مصنف صرف اسی پر اکتفا نهیں کرتے که ان کو عربی رسم خط مین لکھه دین بلکه اس کے ساتھ ساتھ اس کی ضرورت سمجھتے هین که انهیں عربی کے ساته رومن رسم خط میں بھی لکھا جائے - خود عثمانیه یونیورسٹی مین ابتدا هی سے ، یعنی جب سے یورپ کی بڑی بڑی کتابوں کے ترجمے کا کام شروع هوا اور غیر ایشیائی لفظون کو اردو املا میں لکھنے کی ضرورت پیش آئی ، اسی وقت سے مترجمون کو بڑی دقت هوئی که غیر زبانون کے اعلام اور الفاظ کو اردو مین کیسے لکھا جائے اور مترجم نے جیسا چاها اس کی املا لکھی لیکن جب تاریخ یورپ کی کتابوں کے ترجمے شروع هوئے تو یه دقت بهت زیاده بڑھ گئی اور نواب علی یاور جنگ بهادر کی تحریک پر (جو اس وقت معتمد امور دستوری تھے) ایک کمیٹی بنی که انگریزی ، فرانسیسی ، جرمن اور اطالوی الفاظ کو اردو مین ڈھالنے کے طریقے معین کرے - اس کمیٹی کی مختلف ذیلی مجلسون نے کئی

مہینے تک کام کیا اور کوشش کی کہ جہاں تک ہو سکے ان سب زبانوں کا صحیح تلفظ جن کے نام ترجمون مین آئیں مختلف قسم کے اعراب لگا کر اردو لکھاوٹ کے ذریعے سے ادا کیا جائے۔ لیکن ہمین اس کے اتنی علامتین بنانی پڑین کہ اس کمیٹی کی روداد ایک اچھا خاصا ضخیم رسالہ بن گیا۔ اس زمانے مین دار الترجمہ کے ناظم پروفیسر الیاس برنی صاحب تھے اور شاید اس اسکیم کو ناقابل عمل سمجھ کر انھون نے اس روداد کو کسی عمدہ فائل مین نہایت احتیاط کے ساتھہ رکھ دیا، اور اب مشکل سے کسی کو اس کا علم ہوگا کہ وہ اسکیم کہاں ہے[١٦]۔

عربی رسم خط

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ اردو لکھاوٹ مشکل سے اس کی متحمل ہوسکتی ہے کہ دوسری زبانون کا صحیح تلفظ اس مین ادا کیا جاسکے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ عربی مین (جس سے ہماری زبان کی لکھاوٹ نکلی ہی) اس کی کوشش ہی نہیں کی جاتی کہ دوسری زبانون کے لفظون یا دوسرے ملکون کے نامون کو ہو بہو لکھا جائے، بلکہ انہیں معرب کر لیا جاتا ہے جس کے لئے خاص خاص اصول موجود ہیں، اور ہر حرف کا مقام اور اس کا تلفظ معین ہے۔ اس مین شبہ نہیں کہ جب عربی حروف ہجاء کا اطلاق دوسری زبانون پر کیا گیا تو نئی آوازون کے اظہار کے لئے اصلی

١٦۔ ان علامتون کی ایک جھلک ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی کتاب «قانون بین الممالک» مین ملے گی۔ ڈاکٹر صاحب اس کمیٹی کی کئی ذیلی مجلسون کے ممبر تھے اور شاید وہی ایک ممبر تھے، جنھون نے اپنی کتابون مین ان علامتون سے بعض کو استعمال کیا جنھین کمیٹی نے منظور کیا تھا۔ انھون نے اپنی کتاب مین 'املا اور اعراب' کے نام سے ایک دیباچہ لکھا اور نئے اعراب کے استعمال کی مثالین دین ساتھہ ہی انھون نے بعض نئے حروف بھی تجویز کئے ہین جیسے ف کے اوپر تین نقطے، و کے نیچے دو نقطے، ش کے اوپر الٹے تین نقطے وغیرہ

عربی تلفظ میں تبدیلی کر دی گئی اور مختلف قسم کی علامتیں دے کر نئے حرف بنائے گئے ، لیکن اس رسم خط کا ڈھانچہ ایسا تھا کہ ان تبدیلیوں کے باوجود غیر زبانوں کی آوازوں کو عربی قالب میں ڈھالنا نہایت دشوار ثابت ہوا [۱۷] - بلا شبہ عربی رسم خط سے ایک بالکل نئے اصول کی ابتدا ہوئی ، وہ یہ کہ اگر مختلف حرفوں کو ایک دوسرے سے ملانے کی ضرورت ہو تو بجائے پورے حرفوں کے ان کی جگہ محض شوشوں کا ملانا کافی ہوگا ، اور چونکہ ابتدا میں نہ اعراب تھے نہ شوشے ، اس لئے ابتدائی عربی تحریر کو صرف اہل زبان یا وہ غیر لوگ جو عربی کے ماہر تھے پڑھ سکتے تھے - اس رسم خط کے ارتقا سے پہلے جو حرف مختلف ملکوں میں رائج تھے وہ یا تو چینی کی طرح تصویر نگاری کے اصول پر مبنی تھے ورنہ یونانی ، لاتینی ، برہمی اور سنسکرت کی طرح ایسے تھے کہ اگر ادغام کے وقت کسی حرف میں تبدیلی ہوتی بھی تو بہت کم ہوتی تھی - عربی رسم خط کا ارتقا عالمی حروف ہجا کے اصول میں ایک بڑی اصلاح تھی ، اور اس سے وقت بھی بچتا تھا ، کاغذ بھی ، ساتھ ہی نوک پلک اور تناسب کے باعث اس طرز تحریر کو جمالیاتی نقطۂ نظر سے ایک خاص امتیاز حاصل ہوگیا ، چنانچہ اس سے وہ کوفی خط نکلا جو آج بھی افریقی اور مغربی عبارتوں میں اپنی خوبصورتی اور دیدہ زیبی کی وجہ سے لاثانی ہے - برخلاف دوسری زبانوں کے عربی رسم خط میں بجائے حروف کے ، الفاظ کو ایک

---

۱۷ - مختلف زبانوں کی آوازوں کے لئے عربی حروف میں تصرف :- فارسی کے لئے پ چ ، ژ ، گ ؛ اردو کے لئے ٹ ، ڈ ، ڑ ، ملایا کی زبان کے لئے ن پر تین نقطے اور غ پر تین نقطے ؛ پشتو کے لئے د اور ر کے نیچے ایک ایک چھوٹا دائرہ ؛ اسی طرح سندھی کے لئے ب کے نیچے یا اوپر چار نقطے ، ف کے اوپر چار نقطے ؛ ترکی زبان کے لئے ك پر تین نقطے وغیرہ - دیکھئے

Grierson, Linguistic Survey of India, Vol. IX, Part I, System of Transliteration adopted.

خاص تفرد حاصل هے اور ایك طرح سے هر لفظ کی حیثیت ان حرفون سے
جداگانه هے جس سے وه مرکب هوتے هین - اس لئے که باهمی ترکیب مین حرفون
کی جگه محض اشارے ره جاتے هیں اور حروف کی حیثیت محض ثانوی هوجاتی هے۔
جب عربی خط فارسی زبان کے لئے استعمال هونے لگا تو سر زمین ایران مین جو
نزاکت اور جمالیات کیلئے مشهور هے آهسته آهسته نستعلیق کی بنیاد پڑی اور یه رسم
خط خطاطی سے نکل کر گویا نقاشی کے حدود میں داخل هوگیا ؛ چنانچه ایك ایك
حرف مین نقاشی کی خوبی ، مصوری کی نزاکت ، اور وه حسن و انداز پیدا کیا گیا
که هر لفظ بجائے خود ایك تصویر بن گیا -

چھاپے کی دقتین

جهان تك لکھاوٹ کا تعلق هے ، نستعلیق کی خوبصورتی اور مقبولیت کا مقابله
کوئی دوسری زبان مشکل سے کرسکتی هے - مغل بادشاه ، شاهزادے اورشاهزادیان
اس کی مشق کرنے لگین ، اور همارے ملك مین نستعلیق تحریر مین وه امتیاز پیدا
کیا گیا جس کا دوسری کسی تحریر مین ملنا مشکل هے - دقتون کا سامنا هندوستان مین
چھاپے کے رواج کے ساتھه هوا - یون تو مروجه عربی خط یعنی نسخ کا ٹائپ یورپ
مین سولهوین صدی هی مین ایجاد هو چکا تھا ، لیکن نستعلیق کی نزاکتون ، اس کے
نوك پلك اور بعض حرفون کی بیٹھك کی وجه سے باوجود انتهائی کاوش کے اس کا
ٹائپ آج تك حسب دل خواه مکمل نهیں هوا [۱۸] پتھر کا چھاپا انیسوین صدی کے ابتدا
مین دریافت هوا تھا ، لیکن وه آج کل کی ضروریات کے اعتبار سے بالکل
ناموزون هے اور کم سے کم اردو زبان کی حدتك وه اسی نوبت پر هے جس نوبت پر

۱۸ - سجاد مرزا اردو رسم خط ، صفحه ۱۱

آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے تھا - یہ دیکھ کر رشک ہوتا ھے کہ ایسی ایسی زبانین جیسے تامل یا ملایالم، جن کے بولنے والے چند لاکھ نفوس سے زیادہ نہیں، ان مین بہترین طباعت کے اخبار اور رسالے اور اعلی درجے کی دیدہ زیب کتابین نکاین، اور اردو مین جس کی بابت ہمارا دعوی ھے کہ وہ ملک بھر کی مشترک زبان ھے، اس کے اخبار ایسے ہون کہ پڑھنے مین تکلف ہو، اور ان رسالون مین جنھین ہم معیاری کہہ سکتے ھین بیسیون غلطیان بھری ہوئی ہون- آپ کسی بکسٹال پر جائیے اور ایک طرف ہندی اور تلنگی کے اخبار اور رسالون کا معیار ملاحظہ کیجئیے، اور دوسری جانب اردو اخبار اور رسالون کی ورق گردانی کیجئیے اور پھر سوچئیے کہ کم سے کم طباعت کے اعتبار سے بقا ان مین سے کسے حاصل ہوگی - اگر ہم بنیادی تعلیم کے مسئلے کو پیش نظر رکھیں تو لیتھو تو ایک دن بھی نہیں چل سکتا، اس لئے کہ علاوہ اس دیر کے جو پتھر کے چھاپے کے مختلف مرحلون کی وجہ سے ہونی لازم ھے، ایک کاپی مین ایک ہزار سے زیادہ نسخے نہین چھپ سکتے، درانحالیکہ لینوٹائپ اور مانوٹائپ میں ایک ایک گھنٹے مین ڈھائی تین تین لاکھ دابین نکل سکتی ھیں-

رومن فارسی

اردو زبان کے لئے رومن رسم خط کو محدود رواج دینے کے سوال پر غور کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ھے کہ بعض ایسی مشرقی زبانون کا ذکر کیا جائے جنھون نے اس رسم خط کو اپنا لیا ھے - حال کے زمانے میں جس قوم نے اس تحریک میں پہل کی وہ وسطی ایشیا اور قفقاز کے ایرانی اور ترک تھے جنھون نے سنہ ۱۹۲۰ ء سے سنہ ۱۹۲۷ تک کے زمانے مین فارسی اور ترکی کو رومن زبان کا قالب پہنایا، گو انہیں شاید سیاسی دباؤ میں آکر سنہ ۱۹۳۶ ء میں اسے چھوڑ کر روسی

لپی کو اختیار کرنا پڑا - سوویٹ یونین کی فارسی بولنے والی آبادی تین رقبون میں پھیلی ھوئی ھے جن میں سے آذربائیجان کا جمہوریہ تو ایران کے شمال ومغرب مین واقع ھے اور ترکمنستان اور تاجکستان کے جمہورۓ افغانستان کے شمال اور ایران کے مغرب مین ھیں، اور ان تینون مین کم وبیش پچاس لاکھ لوگون کی مادری زبان فارسی ھے - سنہ ۱۹۲۰ ء کے انقلاب کے بعد ان جمہوریون نے یہ طے کیا کہ بنیادی تعلیم کے فروغ اور کامیاب صحافت کے لئے یہ ضروری ھے کہ رومن حروف اختیار کئے جائین - انہون نے سب سے پہلے یہ اصول بنایا کہ اس کے لئے خالص فارسی تلفظ کا اتباع کرنا ضروری ھے ورنہ خود اھل زبان مبتدی کو پڑھنے میں دقت ھوگی، اورجس مقصد کو پورا کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جارھا ھے وہ فوت ھوجائے گا نیز چونکہ ترکمنستان اور تاجکستان کے فارسی تلفظ مین فرق تھا اس لئے اس فرق کو رومن حروف خصوصاً حروف علت کے ذریعہ سے صاف کردیا گیا - نیچے صرف وہ حروف پیش کئے جاتے ھین جن کا تلفظ غیر معمولی ھے اور جن مین خاص طور پر فارسی تلفظ کا خیال کیا گیا ھے :

d = د ؛ الٹی e (ə) = زبر، جس کا تلفظ فارسی مین کم وبیش '' آے ،، کا ھوتا ھے، جیسے کرد Kərd، لالہ Lalə، گربہ gurbə ؛ t = ت ؛ x = خ، جیسے خانہ xana ؛ c = چ ؛ ç = ج ؛ h = ح، جیسے این ھا inha، حسن Həsən ؛ ş = ش ؛ u = او، جیسے آھو ahu ؛ i = ی، جیسے عنایت Enaiat ؛ q = غ (اس لئے کہ ایران اور تاجکستان مین ق کا تلفظ غ کا سا ھوتا ھے) ؛ o = پیش، جیسے گرگ gorg، گلزار golzar ؛ ع کے لئے صرف ایک شوشہ کافی سمجھا گیا۔

گیا ، جیسے اعلان e'lan [19] -

ترکی

وسطی ایشیا کے بعد جس ملك نے رومن رسم خط اختیار کرکے گویا دنیا کی توجه اپنے ادبیات ، تاریخ اور فنون کی طرف مرکوز کی وه ترکی تها - مصطفٰی کمال پاشا سنه ۱۹۲۲ ء مین ترکی کے صدر مقرر هوئے اور اپنا عهده سنبهالتے هی ملك کی هرجهتی اصلاح کا سوچنے اور اس کی طرف اقدام کرنے لیگے - ترکی زبان کو رومن حروف مین ڈهالنے کا جو مقصد تها وه خود ان کی زبان سے سن لیجئے :

« ملت ترکیه ! آسان رسم خط کو اختیار کرکے تهوڑی سی محنت کے ساتهه جهالت سے آزاد هو جاؤ اور اپنی خوبصورت زبان کے لئے ایك آسان اور مناسب واسطه اختیار کرو ۰۰۰۰ هم نے جدید ترکی حروف کو شهرون اور گاؤن میں ، بچون اور بوڑهون پر آزمایا تو معلوم هوا که یه لوگ تهوڑے هی سے عرصے مین اپنی پیاری زبان کو سیکه لیتے هین ۰۰۰۰ تم خود سوچو که کسی قوم کی هیئت اجتماعیه کے لئے ۸۰ فی صدی آبادی کا حرف شناس نه هونا کس قدر عیب کی بات هے ، لیکن اس وقت همارے ملك کی یهی کیفیت هے - نئے حروف کو اختیار

---

۱۹ - دیکهئے تاجکستان کی Alifbo سنه ۱۹۳۴ ء اور ترکمنستان کی Elifba سنه ۱۹۳۶ ء - همارے لئے یه حصے خاص دلچسپی کا باعث هین اس لئے که آذربائجان کا صدر مقام گنجه مشهور فارسی شاعر نظامی گنجوی کا مولد و مسکن تها ، اور تاجکستان و ترکمنستان مین فرغانه خیوا اور بخارا کے علاقے شامل هین جن کا هندستان کے ساتھ گهرا تعلق رها هے - نیز ملاحظه کیجئے راقم الحروف کا مضمون « رومن حروف دوسرے ملکون مین (۲) فارسی » رساله « هماری زبان » علیگڈھ ، ۱۵ اکتوبر سنه ۱۹۵۰ ع

کرنے سے اکثر دقتین دور ہوجائین گی اور پڑھنا لکھنا عام ہوجائے گا،[20]

اتا ترک کو اس بات کا اچھی طرح سے احساس تھا کہ رسم خط کی اصلاح خواہ کتنی ہی مفید کیون نہ ہو یہ اتنا آسان کام نہین کہ چشم زدن مین انقلاب ہوجائے بلکہ اسے کئی ارتقائی منزلین طے کرنی پڑین گی، ورنہ اگر سیکڑون برس پرانے حروف کو حکماً بدلا گیا تو سخت بے چینی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے سب سے پہلے یکم نومبر سنہ ۱۹۲۸ ع کو ایک قانون کے ذریعہ سے بجائے عربی ہندسوں کے یورپی ہندسے یہ کہہ کر مروج کئے گئے کہ اس سے بین الاقوامی رسل و رسائل اور دادوستد میں آسانی پیدا ہو جائے گی۔ اس کے ایک سال بعد یہ حکم نکالا گیا کہ تمام سِوِل اور فوجی ادارون اوران کے علاوہ دوسرے سرکاری وغیر سرکاری اداروں مین رومن لکھاوٹ کی تعلیم دی جانی چاہئیے؛ تیسرے مرحلے مین تمام سرکاری کاغذات مین عربی اور رومن دونون رسم خط کا استعمال لازم کردیا گیا، اورمدت تک تمام اخبار اوررسالے دونون لکھاوٹوں مین متوازی طورپر چھپتے رہے۔ آخر پورے دس سال کے بعد سنہ ۱۹۳۸ ع مین ترکی زبان کے لئے عربی حروف کی قطعی ممانعت کردی گئی۔[21]

۲۰۔ یہ کمال اتاترک کی اس تقریر کا ایک جزو ہے جو انھوں نے ۹ آگست سنہ ۱۹۲۸ ع کو کی تھی یہ تقریر ترکی کتاب Tarih ص ۲۵۴ پر چھپی ہے

۲۱۔ دیکھیے Kral, Kemal Ataturk's Land ص ٦٦ نئے حرف رائج کرنے کے لئے سنہ ۱۹۳٦ کے بعد اس بارے مین بہت سختیاں کی گئیں اور اس غرض سے کہ نئی پود عربی حروف کو بالکل بھول جائے مدارس سے عربی زبان تک کو خارج کردیا گیا۔ راقم الحروف جب سنہ ۱۹۳۸ میں استنبول میں تھا اس وقت عربی رسم خط کی تعلیم بالکل مسدود تھی مجھ سے پروفیسر مکرمین خلیل نے جو اس زمانے میں استنبول یونیورسٹی میں وسطی زمانے کی ترکی تاریخ کے پروفیسر تھے، کہا تھا کہ دس سال بعد =

اوپر اس کا ذکر کیا جاچکا ھے کہ جتنی زبانیں حال میں رومن حروف کو اختیار کرتی جارھی ھیں ان میں یہ کوشش کی جاتی ھے کہ جہان تك ہو سکے جیسا لکھا جائے ویساھی پڑھا بھی جائے۔ اسی اصول پر جو حروف ترکی زبان میں ادا نہین کئے جاتے بلکہ ان کا تلفظ ٹکسالی سے جداگانہ ھے ان کے لئے وہ رومن حروف اختیار کئے ھیں جن کی مناسبت تلفظ سے ہو نہ کہ حرف کی اصلی آواز سے۔ مثلا ترکی مین ق اور خ کا تلفظ گ اور ح جیسا ھے اور بعض جگہ ب کی آواز پ کی سی نکلتی ھے، اسی لئے رومن رسم خط اختیار کرنے مین ق اور خ کے لئے کسی حرف کی ضرورت نہین پڑی اور جہان ب کا تلفظ پ کا ھے وہان p رکھا گیا نہ کہ b۔ اس وقت ''ینی ترکچہ'' یعنے نئے ترکی رسم خط مین صرف ۲۳ بنیادی حرف کافی سمجھے گئے ھیں، اور بعض خاص ترکی آوازون کے لئے شوشے لگادئے گئے ھیں؛ نیز اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ھے کہ ایک آواز کے لئے صرف ایک ھی حرف یا دو حرفون کے ایک مجموعے سے زیادہ نہ ہون.. اس نئے رسم خط مین حسب ذیل حروف ھین:

a, â, b, c, ç, d, e, f, g, ğ, h, i, i, î, j, k, l, m, n, o, ö, p, r, s, ş, t, u, û, ü, v, y, z.

ترکی زبان اور ترکی کلچر پر اس تبدیلی کا ایک عظیم اثر پڑا۔ گاؤں گاؤں اور شہر شہر نئے آسان حرف سیکھنے کے لئے مدرسے کھل گئے۔ اور کہاں تو اس ھجانی انقلاب سے پہلے سنہ ۱۹۲۷ء مین حرف شناس ترکوں کا تناسب صرف ۷ فیصدی تھا، اس کے صرف آٹھہ سال بعد یعنی سنہ ۱۹۳۹ء مین ۳۰ فیصدی ترک پڑھنا لکھنا

عربی زبان اور عربی رسم خط از سر نو مدرسوں میں پڑھائے جانے لگیں گے اس لئے کہ اس وقت تک ترک اپنے پرانے رسم خط کو بھول چکے ہونگے۔ سنہ ۱۹۴۹ء سے عربی زبان کی تعلیم از سر نو مدرسوں میں جاری ہو گئی ھے۔ دیکھئے میری کتاب «یورپ جنگ سے پہلے» باب ۳۔ ص ۴۳۔

سیکھ چکے تھے۔[22] عام خیال یہ ھے کہ رسم خط بدل جانے سے قوم اپنی تاریخ اور کلچر سے بیگانہ ھو جاتی ھے، لیکن جہاں تک ترکوں کا تعلق ھے یہ خیال واقعے سے خلاف ھے۔ نئے حروف کا رواج ھوتے ھی ترکی میں یہ تحریک شروع ھوگئی تھی کہ جن ادبی، حکمیاتی، کلچری خزانون سے ترکی زبان بھری ھوئی ھے انھیں نئے ترکی رسم خط مین منتقل کیا جائے تاکہ لوگ ان سے بڑی تعداد مین مستفید ھوسکیں، اور سنہ ۱۹۳۸ اور اس کے بعد کے برسون مین جو تحریک لسانی اعتبار سے سب سے نمایاں تھی وہ یہ تھی کہ ترکی زبان کی ان کتابون کو جو عربی حروف میں ھیں نئے رومن حروف میں منتقل کیا جائے۔

اندونیشی

ترکون کے رومن رسم خط اختیار کرنے کا اثر ڈیڑھ کروڑ آبادی بلکہ اس سے بھی کم نفوس پر پڑا۔ لیکن جب ایشیا کے جنوب ومشرقی گوشے مین اندونیشیا کی سرکاری زبان اس رسم خط میں لکھی جانے لگی تو اس سے تقریبا سات کروڑ نفوس متاثر ھوئے۔ اس مجمع الجزائر میں جو دوھزار سے زیادہ جزیرون پر مشتمل ھے کم وبیش ۲۵ مستقل زبانین اور ڈھائی سو کے قریب مقامی بولیاں بولی

۲۲۔ ھجائی انقلاب سے پہلے یعنی سنہ ۱۹۲۷ ع مین منجملہ ایک کروڑ ۳۶ لاکھ آبادی کے صرف ۱۱ لاکھ ترکی زبان کے رائج الوقت خط یعنی عربی سے واقف تھے۔ اس کے برخلاف رسم خط کے انقلاب کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس وقت ۴۰ فیصد سے زیادہ مرد اور ۱۸ فیصد سے زیادہ عورتین رومن رسم خط سے واقف ھوگئی ھین۔ اسی طرح سنہ ۱۹۲۷ ع مین ۳ لاکھ ۳۳ ھزار لڑکے اور ۱۷ ھزار لڑکیان تعلیم پاتے تھے۔ ۱۹۵۰ ع مین دس لاکھ لڑکے اور چھ لاکھ لڑکیاں زیر تعلیم تھے دیکھئے Statesman's Year Book سنہ ۱۹۲۸ ع اور سنہ ۱۹۵۰ ع۔

جاتی ھین، اورچار پانچ زبانیں تو ایسی ھیں جن مین کافی لڑیچر پایا جاتا ھے۔ پچھلے
پچاس ساٹھ سال سے مشرقی سماترا کی زبان (جو کسی زمانے میں انڈونیشیا کی سب
سے بڑی سلطنت "سری وجے" کی زبان تھی) اس مجمع الجزائر مین پھیلنی شروع
ھوگئی اور اسکی حیثیت وھی ھوگئی جو چند برس پہلے ھندستان مین اردو زبان کی
تھی۔ پچھلی جنگ عظیم مین جب جاپان نے ان جزیرون پر قبضہ کرلیا تو اس زبان کو
بڑی تقویت پھونچی اور جب سنہ ۱۹۴۵ء مین اندونیشیا کی آزادی کا اعلان کیا گیا
تو اسے باضابطہ سرکاری زبان قرار دیا گیا۔

اندونیشی لوگ زبان کو مدت سے مرمہ عربی خط مین لکھتے تھے، لیکن
ولندیزی زمانے ھی سے رومن خط آھستہ آھستہ رواج پاتا گیا، اور اس وقت
صورت حال یہ ھے کہ اس خط نے ایک قومی حیثیت اختیار کر لی ھے اور اب
اسے بھاسا اندونیشیا کہتے ھین - بعض جزیروں میں اب بھی جاوی اور مرمۂ
عربی خط رائج ھین لیکن تمام جزیرون کی مشترک زبان کا رسم خط اندونیشی
یعنی رومن ھی ھے۔ اس کا اسلوب اور تلفظ ایک بڑی حدتک ولندیزی اصول پر
مبنی ھے چنانچہ ج کے لئے dj، خ کے لئے ch، ش کے لئے sci، ی کے لئے j،
ھمزہ اور ع کے لئے ' کا استعمال ھوتا ھے، اور چونکہ ڈ اور ٹ کی آوازین اندونیشی
مین نہین ھین۔ اس لئے ت کے لئے t، اور د کے لئے d، رکھے گئے ھین، اندونیشی
ث، ذ، ص، ض، ط، ظ، غ کو عربی مخرج سے نہیں بولتے تھے اس لئے ان
حرفون کے واسطے کسی علامت کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ [۲۲] اس سے اس کا اندازہ

۲۳ - مین اندونیشی سفارت خانہ دھلی کا اور خاص طور پر ھز ایکسی لنسی سفیر اندونیشیا کی
پرائیوٹ سکریٹری مس مریم صالح کا ممنون ھون کہ انھون نے اندونیشی زبان اور اس کے
رسم خط کے متعلق میری معلومات مین معتدبہ اضافہ کیا۔

هوجائے گا کہ بعض دوسرے ملکون مین رومن حرفون کو اختیار کرنے کے وقت
جو اصول برتے گئے ان کی بہ نسبت اندونیشی طرز کار ناقص ھے اس لئے کہ اس
مین ولندیزی ھجائی اصول کا اتباع کرکے بعض آوازون کے لئے دو دو حرف مقرر
کئے گئے ھیں اور وہ ایسے حرف ھیں کہ ان کی ترکیب سے پہلے کچھ آواز تھی اور
ان کے ایک دوسرے کے ساتھ ادغام کے بعد ان کی آواز کچھ کی کچھ ھوجاتی ھے،
جیسے d صرف د کے لئے تھی اور j ی کے لئے مگر ان دونون کو ملانے سے
ایک تیسری آواز ج پیدا ھوئی اور اس طرح ایک بالکل مصنوعی تلفظ پیدا کیا گیا۔
اگر نئے ترکی رسم خط کی طرح رومن حروف اختیار کرنے سے پہلے ایک کمیشن
مقرر کردیا جاتا تو یہ اور دوسرے نقائص نہ رہتے اور اندونیشی رسم خط اتنا
ھی سائنٹیفک ھو جاتا جیسے تاجکستان اور ترکمنستان یا ترکی کے نئے حروف اور
ان کے تلفظ [۲۴]۔

چینی

فارسی بولنے والون، ترکوں اور اندونیشیون نے تو رومن تحریر کو سرکاری
طور پر اپنا بنا لیا ھے لیکن ان کے علاوہ بعض دوسری ایسی ایشیائی زبانین ھیں
جن کے بولنے والے رومن حروف کو اختیار کرنے کی کوشش میں ھیں

۲۴۔ اندونیشی زبان پر ولندیزی تلفظ کے اصول اس حد تک منطبق کئے گئے کہ ابتدا مین
پیش یا واؤ معروف کی آواز کے لئے ولندیزی کی طرح oe رکھا گیا تھا، جیسے moein (معین)
لیکن حال مین اسے بدل کر اس آواز کے لئے سادہ u کافی سمجھا گیا ھے۔ دیکھئے راقم
الحروف کا مضمون «رومن حروف دوسرے ملکون مین۔ اندونیشیا»، رسالہ
«ھماری زبان» علیگڈھ، ۱۵ جون سنہ ۱۹۵۰ ع

صورت حال اس سے ظاہر ہوتی ھے کہ جو شخص چینی زبان کا ماہر ہونا چاہئے اسے کم و بیش چار ہزار شکلون پر عبور رکھنا پڑتا ھے جن مین سے بعض مفرد ھین بعض مرکب - ایک دقت یہ بھی ھے کہ چونکہ یہ سب شکلین زیادہ تر خیال نویسی کے اصول پر مبنی ھین اس لئے یہ بالکل ممکن ھے کہ وہ ان کے شمالی تلفظ سے تو واقف ہو لیکن جنوبی چین جانے پر وہ کچھ پڑھ سکے نہ سمجھ سکے - یہ کیفیت ایک معمولی مثال سے سمجھ مین آجائے گی - کون ایسا ہو گا جو ھندسے «۱» سے واقف نہ ہو گا - اب اردو دان اسے «ایک» پڑھے گا، فارسی دان «یک» ترکی دان «بر» انگریزی دان one وغیرہ- اور خواہ وہ ریاضی کا کتنا ھی ماہر کیون نہ ہو اگر اسے کسی ملک کی زبان نہیں آتی اور ایک کے لئے اس زبان کے لفظ سے واقف نہیں تو پھر وہ اس اعتبار سے گویا گونگا ہو جائے گا، حالانکہ اس عدد کی شکل سے وہ پوری طور پر واقف ہو گا - یہی کیفیت چینی زبان کے ہر حرف یا لفظ کی ھے، اور یہ تعجب خیز نہین کہ چین اور جاپان دونون ملکوں مین رومن رسم خط کی تحریک بہت زور پکڑ رہی ھے چینی زبان کو اس کے ماہر SIR Thomas Wade نے سب سے پہلے رومنایا اور آواز کے اتار چڑھاؤ کے لئے (جس پر چینی زبان گویا مبنی ھے) بعض علامتوں اور ھندسوں کا استعمال کیا- سرکاری طور پر یہ تحریک کہ چینی آرازون کے لئے رومن حروف معین کئے جائین، سنہ ۱۹۱۸ ع مین شروع ہو گئی اور اس کے لئے خاص اصول بنائے گئے - سنہ ۱۹۲۸ ع مین چینی وزارت تعلیمات نے ان پر مکمل نظر ثانی کر کے ایک نظام تیار کر لیا جسے Gwoyen Romatzyh «قومی زبان کا رومنانا» کہتے ھین، اور بہت سے اخبار رسالے اور کتابین اسی مین چھپنے لگے ھین - چین کے کمیونسٹ

« عوامی جمہورے » کے بر سر اقتدار ہوتے ہی اس نے اس تحریک پر غور کرنے
کے لئے ایک کمیشن مقرر کی کہ چینی زبان کو سرکاری اغراض کے لئے بالکل
رومنا دیا جائے اور کم سے کم تمام سرکاری کاروبار اسی رسم خط مین ہوا کرے۔
اگر چینی زبان کے لئے رومن حروف کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا گیا تو اس
مین چار چاند لگ جائین گے اور دنیا کی ایک نہایت قدیم اور بڑی بڑی روایات کی
حامل زبان نہ صرف غیرون کے لئے بلکہ اپنون کے لئے بھی کھل جائے گی[۲۵]۔

ہندستان اور رومن لکھاوٹ

رومن رسم خط کی تحریک مین ہمارا ملک کسی سے پیچھے نہین رہا ہے اور اس
کے بہت سے حصون مین متعدد ایسی انجمنین بن گئی ہین جو اس کی مختلف زبانون کو
رومن جامہ پہنانا چاہتی ہین۔ ان انجمنون مین شاید سب سے اہم کلکتے کی انجمن
" رومک لپی سمیتی " ہے جس کے صدر کلکتہ یونیورسٹی کے صوتیات کے پروفیسر
شری سونیتی کمار چرجی ہین۔ حال ہی مین سمتی کے سکریٹری شری پھندرا ناتھ
سیٹھ نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ہندستان کے مختلف حصون مین جو تنوع دکھائی
دیتا ہے اس کے اندر ایک وحدت چھپی ہوئی ہے اور ملک کے ہر شہری کا یہ فرض ہے
کہ جہان تک ہو سکے وہ اس ایکتا کو مستحکم کرنے مین مدد دے۔ ان کے نزدیک
یہ مقصد ایک حد تک اس سے پورا ہو سکتا ہے کہ تمام ہندستان کی زبانیں ایک ہی

۲۵ دیکھئے V. Simon, The New Official Chinese Script لندن سنہ ۱۹۴۲ جاپانون نے بھی
۴۷ علامتون کے، ہوتے ہوئے جن کے ذریعہ سے یہ زبان لکھی جاتی ہے، اپنی زبان کو
رومنانے کی کوشش کی ہے۔ دیکھئے Nippon-no-Romazi-Syn (Crammar of Colloquial
Japanese) - مین جناب سجاد مرزا کا ممنون ہون کہ انہوں نے مہربانی کر کے یہ دونون
کتابین عاریۃ میرے حوالہ کردین جس کی وجہ سے مجھے یہ پارا لکھنے مین بہت آسانی ہوگئی

خط مین لکھی جائیں اورشری سیٹھ کے نزدیك اس کام کے لئے رومن لپی سے بہتر دوسری کوئی لپی نہین ہوسکتی - اپنے اس دعوے کے ثبوت مین انہون نے جو دلیلین پیش کی ہیں وہ یہ ہیں :

(۱) جتنی لپیان اس وقت رائج ہین ان سب میں آسان رومن لپی ہی ہے اس لئے کہ :

(الف) اس کے حرفون کی شکلین نہایت سادہ ہیں اور ان مین کبھی تبدیلی نہین ہوتی ؛

(ب) اس لپی مین کوئی سن یکتا کشر نہین ہے ؛

(پ) حرفون کی شکلین ایك دوسرے سے کافی مختلف ہین اور ان مین آپس مین التباس ممکن نہیں ؛

(ت) ان حرفون کو کافی تیزی سے لکھا جاسکتا ہے ؛

(ٹ) کوئی حرف (دیوناگری یا اس کی مماثل لپیون کے برخلاف) اصلا متحرك نہین ؛

(ث) حرفون کی ساخت ایسی ہے کہ چھوٹے چھوٹے فاؤنٹ میں بھی ایك ایك حرف الگ صاف نظر آتا ہے -

(۲) ان باتون کا لحاظ رکھنے پر اس کا اندازہ ہوجائے گا کہ ہماری قومی زندگی کے قیام اوراستحکام کے لئے رومن حرف نہایت کار آمد ثابت ہون گے - اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ :

(الف) تجربے سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ بچے ہوں یا بڑے ، سب ہی اس رسم خط کے زریعہ سے اپنی مادری زبان سیکھ سکتے ہیں ؛

(ب) اس کو اختیار کرنے سے روپیہ اور وقت دونون میں کفایت ہوگی ، اس

لئے کہ ہندوستان کی سب زبانین چھاپنے کے لئے (بڑے اور چھوٹے دونوں طرح کے حرفون کے واسطے) پچاس سے زیادہ شکلون کی ضرورت نہ پڑے گی، حالانکہ دیوناگری مین جوملک کا سب سے زیادہ رائج رسم خط ہے، تقریبا ۴۵۰ شکلین درکار ہوتی ہین؛

(پ) اس کی شدید ضرورت ہے کہ جہان تک ہو سکے ملک کے ۸۵ فیصد ان پڑھون کو پڑھایا جاسکے اور اس کے لئے ہندستان کی تمام لپیون سے زیادہ آسان اور سادہ لپی رومن ہی ہے۔

(۳) اس سے کون واقف نہین کہ متمدن دنیا کے ایک بڑے حصے میں یہ رسم خط رائج ہے اس لئے اگر ہم نے اسے اختیار کرلیا تو:

(الف) دنیا کے ایک بڑے حصے سے ہمارا براہ راست ربط ہوجائے گا؛

(ب) ان زبانون کو ہم آسانی سے سیکھ سکین گے جو رومن حروف میں لکھی جاتی ہیں؛

(پ) ٹائپ رائٹر مشی نکالنے کی مشینون وغیرہ کو زیادہ آسانی سے استعمال کرسکیں گے؛

(ت) مورس کوڈ جو بین اقوامی طور پر تار دینے مین استعمال ہوتا ہے، اسے ہم فورا ہندستانی زبانون کے لئے رائج کرسکیں گے۔

(۴) اس رسم خط کے اختیار کرنے سے وہ اجنبیت دور ہو جائے گی جو مختلف زبانون کے درمیان اس وقت موجود ہے اور بہت سے لفظ ان زبانون مین مشترک طرر پر رائج ہو جائین گے۔

(۵) حقیقت یہ ہے کہ سوائے جذبات کے اور کوئی دلیل اس رسم خط کو اختیار

کرنے کے خلاف پیش کی جاسکتی،،[۲۶] اس مضمون کے ایک اہم حصے کا ترجمہ یہاں اس لئے دیا گیا ھے کہ اس سے بہتر طریقے پر یہ مقدمہ پیش نہین کیا جاسکتا.
ان اہم باتون کے علاوہ بعض باتین ایسی ھین جو رومک لپی سمیتی کے فاضل سکریٹری کے دھیان سے اترگئی ہونگی- لیکن رومن رسم خط کی ترویج کے سلسلے مین خصوصا اردو کے اعتبار سے نہایت اہم ھین ایک تو یہ کہ آج سے نہین بلکہ مدت دراز سے ہندستان کے فوجیوں کو، خواہ وہ کشمیر سے آئے ہون یا راس کماری سے، اردو زبان اور رومن خط ھی کے ذریعے سے تعلیم دی جاتی تھی - آزادی ملنے کے بعد اردو بدل کر «ہندستانی» کر دی گئی، اور یہ ہندستانی رومن رسم خط میں پڑھائی جانے لگی - یہ بات دلچسپی کا باعث ہو گی کہ پچھلی جنگ عظیم مین انگریزون نے اپنے مقصد کی تبلیغ اور تشہیر کے لئے اردو مین جو لٹریچر شائع کیا، خواہ وہ تصویر دار اخبارون کی شکل مین ھو یا پھر رسالون یا کتابون کی شکل مین، اس مین سے زیادہ تر رومن حروف مین چھاپا جاتا اور ریل کی بکسٹالون مین ھاتھون ھاتھ بک جاتا-

رومن اردو

اردو زبان کو انگریزون نے سب سے پہلے خود اپنے اغراض کے لئے رومن قالب

۲۶. A Roman Alphabet for India ص ۲-۴

۲۷ - دیکھئے Captain Vasudeva, Alphabetical Charts fcr Roman Urdu, sanctioned by Army HQ. in India, Bombay, 1949; Captain Vasudeva, Hindistani for the Indian Army Recruits, Test for non-Hindustani Speakers, Vol. I, Bombay, 1949.
ان کتابون کی زبان نہایت سادہ ھے اور چونکہ تلفظ کا دار-مدار اسناد کی زبانی تعلیم پر رکھا گیا ھے اس لئے اس کی باریکیون پر دھیان نہیں دیا گیا، یہان تک کہ ت اور ٹ، د اور ڈ میں بھی فرق نہیں رکھا گیا -

هین ڈھالا تھا - شاید جس مطبوعہ کتاب میں اردو کے لئے رومن خط کا سب سے
پہلا استعمال ہوا وہ Gilchrist, English and Hindoostanee Dictionary
تھی جسے ہندستان کے قائم مقام گورنر جنرل سر جان میک فرسن کے نام پر معنون
کیا گیا تھا - اس کی پہلی اڈیشن سنہ ۱۷۸۶ مین اور دوسری اڈیشن سنہ ۱۷۹۸ میں
کلکتہ سے نکلی - اس مین اردو تلفظ کے لئے جو رومن حروف مقرر کئے گئے
ان میں سے غیر مانوس علامتین حسب ذیل هین:

حروف علت: (زبر) u ، (او) oo ، (زیر) i ، (ای) ee-

حروف صحیح: (خ) kh ، (ح ، ہ) h ، (گھ) g'h ، غ gh ، ڈ d ، (د) d̆ ، (چ) ch ، (ٹ) k'h ، (کھ) ، (ن غنہ) n' ، (ق) q ، (ڑ) r ، (س ، ص) s ، (ت) t ،

اس میں جو بات خاص طور پر لحاظ کے قابل ھے وہ دوھرے o کا او کے لئے اور اکھرے u کا زبر کے لئے استعمال ھے - اسی طرح ڈ ، ن غنہ ، ٹ ، t - ڑ ، کی آوازون کے لئے d' n' t' r' پر شوشے لگادئے گئے ھیں؛ نیز خ اور غ کے لئے kh, gh بغیر کسی علامت کے رکھے گئے ھیں، لیکن کھ اور گھ کے واسطے h سے پہلے k اور g کے بعد ایک شوشہ لگادیا ھے[28] - سو برس بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت تک اردو کو رومن مین لکھنے کے اصول یہی رھے اور اگر تبدیلیاں ھوئیں تو وہ بھی بعض فروعی تھیں، مثلا Thompson, Oordoo-English Dictionary جسے ممالک مغربی و شمالی (حال اترپردیس) کے لفٹنٹ گورنر سر چارلس میٹ کاف کے نام پر معنون کیا گیا ھے اور جو سنہ ۱۸۳۷ مین سیرامپور میں چھپی ھے اس مین ق کے لئے نقطہ دار k اور خ کے لئے خط کشیدہ kh رکھا

۲۸ - ملاحظہ کیجئے:
تیزی tezee ، پھراؤ p, hira'o ، اڈا udda ، بھورا b, hoora

گیا ھے، ورنہ حروف علت کے اعتبار سے اس مین اور گل۔گرسٹ والی ڈکشنری
مین کوئی خاص فرق نہیں۔

عیسائی مشن

اردو کے لئے رومن رسم خط کی اشاعت مین عیسائی مشن اورعیسائی مذھب والون کا بھی بہت بڑا حصہ ھے۔ حقیقت یہ ھے کہ ھندستانی آبادی کے ایک بڑے طبقے، یعنی ان عیسائیون نے جن کی مادری زبان اردو تھی، بغیر کسی دشواری کے آپس کی خط و کتابت کے لئے یہ طریقہ اختیار کرلیا اور ان کے لئے توریت، انجیل، زبور اور دوسری کتابین نہایت خوش اسلوبی اور صحت کے ساتھ چھپنے لگین۔ چونکہ تعلیم کو عام کرنا تھا اس لئے اس لٹریچر مین جو اس طبقے کے لئے تیار ھوا، غیر مانوس علامتین کم سے کم رکھی گئین، اور عام طور پر صرف چند اشارون ھی پرا کتفا کیا گیا۔ مثال کے طور پر متی کی انجیل کی ایک عبارت ملاحظہ ھو اور غور فرمایا جائے کہ اس کی زبان بہت صاف ھے اور گو املا کے اعتبار سے کہیں کہیں التباس ھے لیکن پڑھنے مین دقت نہین ھوتی:

Yesǔ ke pairawon ki mubara'rakha'li':
3. Muba'rak hain wuh jo dil ke garib hain, kyǔnki a'sma'n ki' ba'dsha'hat unhin ki' hai.
4. Muba'rak hain wuh jo gamgi'n hain, kyu'nki wuh tasalli' pa'-enge,
5. Muba'rak hain wuh jo hali'm hain, kyu'nki wuh zami'n ke' wa'ris honge.
6. Muba'rak hain wuh jo ra'stba'zi' ke bhu'ke aur piya'se hain, kyu'nki wuh a'su'da honge ۲۹.

۲۹. Kitab-i Muqaddas, yane Purana aur Naya 'ahdnama; London and Foreign Bible Society, London, 1914; Mati, V, 3-5

کتاب مقدس مین طویل حروف علت پر صرف ایک شوشه دیا گیا ھے، غ کے
لئے g کے پیٹ مین ایک نقطه لگا دیا گیا ھے، ع کے لئے ایک و کافی سمجھا گیا
ھے، ق کے لئے q کا استعمال شروع ھوگیا ھے ۔ ساتھ ھی ح اور ہ کے تلفظ مین
یا پھر ھمزہ اور ع کی آواز مین کوئی فرق رکھا گیا ھے ۔ اصل میں مطلب یہ تھا
کہ کسی نہ کسی طرح سے تحریر کو سہل اور عام فہم کر دیا جائے تاکہ عیسائی طبقے
مین حرف شناسی عام ھو جائے ۔

رومن میں عربی فارسی اردو تلفظ کی ادائگی

اردو زبان کے لئے رومن حروف کو رواج دینے کا مقصد زیادہ تر یہ تھا کہ
انگریز بغیر اردو رسم خط سیکھے ہوئے اس زبان سے آشنا ھو جائین، اور خود
اردودان طبقے میں یہ تحریک بالکل غیر مقبول رھی ۔ ادھر ھندستان مین یورپی
اعلام اور اصطلاحات کو اردو رسم خط مین لکھنے کی کوشش ھو رھی تھی،
ادھر یورپی محقق امتیازی علامات لگا کر رومن حروف کے ذریعے سے اردو
اور دوسری مشرقی زبانون کے صحیح تلفظ کا اظہار کرنے کی سعی کر رھے تھے
اردو زبان اور اس کے اصلی تلفظ کو سائنٹفک طور پر رومن حروف مین لکھنے
کا سہرا سر ولیم گریرسن کے سر ھے جنھوں نے اپنی عظیم الشان کتاب ''ھندستان کی
لسانیاتی پیمایش'' کی نویں جلد کے پہلے حصے مین اردو، ھندی، ھندستانی کے صحیح
تلفظ کو رومن حرفوں مین ظاھر کیا ھے جس محنت اور کاوش سے یہ کتاب لکھی
گئی ھے وہ اس سے ظاھر ھوگی کہ اس ایک جلد میں جس کے ۷۲۳ صفحے ھین
صرف ھماری زبان کی مختلف بولیون کا تلفظ رومن رسم خط میں دکھایا گیا ھے [۳۰]

۳۰ - Grierson, Linguistic Survey of India, Vol. IX, Part 1 (Specimens of Western Hindi and Panjabi).

فاضل مؤلف کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ صرف چند علامات دے کر پیچیدہ سے پیچیدہ اردو ھندی ہندستانی الفاظ کو کسی نئی غیر مانوس شکل کا اضافہ کئے بغیر رومن رسم خط کا جامہ پہنا دیا ہے اور اس میں عربی، فارسی، سنسکرت مخارج سب کے لئے علامات مقرر کردی ہیں گریرسن کی کوشش یہ ہے کہ صرف تلفظ ہی نہین بلکہ اصل مخرج بھی ظاہر ہو، چنانچہ اس نے کہیں رومن حرف کے اوپر کہیں نیچے نقطے لگا کر یا لکیر کھینچ کر، کہین دو حرفون کو ایک دوسرے کے ساتھ مدغم کر کے ایک مکمل رسم خط بنایا ہے اور ایسی باریکیان جیسے ث، ص، ط، ظ اور دوسرے حروف کے اصلی تلفظ میں ہیں انہیں بھی اس کے ذریعے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مین شبہ نہین کہ علمی اعتبار سے یہ رسم خط بالکل مکمل ہے اس لئے کہ اس میں تلفظ اور اصل مخرج دونون کا لحاظ کیا گیا ہے، مگر اس کا نظام ایسا نہین کہ جس کے لکھنے یا جس کے چھاپنے مین آسانی ہو بلکہ پیچیدگی شاید پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے[۳۱]۔

ٹائپ سے تعصب

لیکن رومن حروف کو انگریزوں کا آلہ کار یا حربہ سمجھنے کی وجہ سے ہندستانیوں کی ہمدردیان رومن رسم خط سے ہٹنے لگیں، اور ایک زمانہ وہ آیا کہ اردو دان طبقے مین رومن رسم خط کی تحریک بالکل مردہ ہو گئی۔ ساتھ ہی ساتھ تعلیم کے پھیلاؤ، عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام، اور اخبارات اور رسائل کے بہتر اور زیادہ تعداد میں

۳۱ -

b ʻh j, d, z, r, s, f, q, k, g, l, m, m, u, w, y,

ṭ, ṣ, ḥ, ṛ, ṣ, ẓ, ṭ, ẓ, ḍ,

ch, kh, zh, sh, gh, h̄,

a, ā, i, ī, u, ū, e, ē, ai, ō, au.

چھپنے کی روز افزون ضرورت کے باعث یہ محسوس ہونے لگا کہ پتھر کا چھاپا عصری ضروریات کے لئے قطعاً ناقص ہے - مگر تعصبات آسانی کے ساتھ نہین مٹتے بعض لوگوں کے خیال کے بموجب عثمانیہ یونیورسٹی کے دار الترجمۃ کے پہلے دور کی ناکامی کا بہت بڑا سبب یہی ہے کہ کم و بیش ۳۰ برس تک وہ لو ہے کے چھاپے کے خلاف تعصب کا شکار رہا۔ آخر سر اکبر حیدری مرحوم نے اپنی بالغ نظری اور دور اندیشی سے اس کو بھانپ لیا کہ پتھر کے چھاپے کی جگہ ٹائپ کا استعمال ناگریز ہے، چنانچہ انہوں نے نستعلیق ٹائپ پر اپنی تمام تر توجہ مبذول کی اور اس پر بے شمار روپیہ خرچ کیا گیا۔ لیکن تجارتی اعتبار سے وہ قطعاً ناکام ثابت ہوا اس پر سر شاہ محمد سلیمان مرحوم اور سجاد مرزا صاحب نے اردو کے لئے اصلاحی رسم خط ایجاد کئے - اور دار الطبع سرکار عالی نے بھی مجیدی اور عثمانی خط رائج کرنے کی کوشش کی لیکن باوجود حرفوں کی شکلون کی تعداد مین کمی کے وہ بھی نہ چل سکے، اور اس تمام کوشش کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم جہان تھے وہین ہین اور ہمارے اخبارات، ہمارے رسالے اور ہماری کتابین سب کی سب اسی پرانے دقیانوسی پتھرون پر چھپی رہیں جس کی وجہ سے زبان کی ترقی رکی ہوئی ہے [۳۲] -

۳۲ - دیکھئے سر شاہ محمد سلیمان صاحب کا خطبہ تقسیم اسناد جو انہون نے عثمانیہ یونیورسٹی کی کانووکیشن کے موقع پر سنہ ۱۹۳۷ع مین دیا - یہ اسکیم اس کے ص ۱۵ پر درج ہے، سجاد مرزا صاحب کے «بنیادی خط» کے لئے دیکھئے اس رسالے کا باب ۱، ص ۲۳ وغیرہ چھپائی کے اعتبار سے مجیدی اور عثمانی ٹائپ مین شکلوں کی تعداد نسخ اور نستعلیق دونون سے کم ہے یعنی عثمانی خط کے ۱۸ پائیٹ کے فاونٹ مین ۹۰ شکلین اور ۱۴ پائیٹ کے مجیدی مین ۱۷۵ شکلین، لیکن دونون مین سے ایک بھی رائج نہ ہو سکا - اس لئے کہ ایک تو اس لکھاوٹ سے اردودان طبقہ مانوس نہ تھا - دوسرے اگر اعراب کی ۲۲ شکلین بھی بڑھائی جائین تو جملہ شکلون کی تعداد ۱۱۲ اور ۱۹۷ ہو جاتی ہے -

ہمارا دعوی ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اردو زبان تمام ہندستان مین بولی اور سمجھی جاتی ہے اس لئے اسے ایک کل ہند زبان کہلائے جانے کا حق ہے، لیکن ہم نے شاید کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ اس کے لکھنے پڑھنے والے کتنے ہین بمبئی کا اردو دان عام طور پر گجراتی رسم خط میں اپنی بولی لکھتا ہے، بنگال والا بنگالی اور اڑیسہ والا اڑیہ لپی مین اردو کو لکھتا ہے؛ اترپردیش میں تو مدت سے یہ زبان اردو اور ہندی دونون حروف مین لکھی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان شاید اردو رسم خط کی مشکلات کی وجہ سے ہندستان کے بعض محدود حصون کے اب کہیں بھی اس خط مین نہیں لکھی جاتی اردو والون کا یہ کہنا ہے کہ ہماری زبان مین غیر مانوس الفاظ کو بے تحاشا ٹھوسا جارہا ہے میں ان سے عرض کرون گا کہ جب تک کم سے کم جزوی طور پر ہم ایسا رسم خط اختیار نہ کرین گے جسے دوسری زبانون والے آسانی سے پڑھ سکیں، اس وقت تک ہماری تحریرین، ہماری کتابین اور ہماری الفاظ صدا بصحرا ثابت ہو کر رہ جائین گے ہماری کیفیت تو وہی ہے کہ۔

ہو تالاب مین مچھلیاں کچھ فراہم وہی ان کی دنیا وہی ان کا عالم

ہم مگن ہیں کہ ہماری زبان ہندستان کی زبانون میں سب سے سلیس، سب سے میٹھی سب سے سریلی، سب سے عام فہم اور سب سے آسان ہے لیکن ہم جس رسم خط مین اپنی خوبیون کا عملی پرچار کرتے ہین انہین سوائے خود اپنے آپ کے کوئی دوسرا نہین پڑھ سکتا اور ہم کسی دوسرے پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتے۔

رومن رسم خط کی تحریک کا احیاء

یہ وہ اسباب تھے جن کی وجہ سے بعض اردو پریمیون میں یہ خیال پیدا ہوا کہ

رومن رسم خط کی تحریک کا احیاء کیا جائے اور موجودہ رسم خط کے متوازی
رومن رسم خط کی محدود ترویج پر غور کیا جائے ۔ ساتھ ہی جہاں تک ہوسکے کم سے
کم نئی علامات کام مین لائی جائین تاکہ مبتدی کے لئے زبان سیکھنے مین آسانی ہو
اس تحریک کو مزید قوت اس وقت پیدا ہوئی جب ترکون نے اپنی زبان کا رسم
خط رومن کر دیا گو پہلے تو ہمارے لوگ اس تبدیلی کو مشتبہ نظر سے دیکھنے
لگے مگر پھر جب ترکی زبان نے اس اصلاح کے بعد ترقی کرنی شروع کی اور نئے
رسم خط کے ذریعے سے پڑھے لکھون کا تناسب کہان سے کہان پہونچا تو اردو
والے سوچنے لگے کہ ہمارے رسم خط ہی مین کمی ہوگی کہ نہ اس کے ذریعے سے
تعلیم عام ہوتی ہے ، نہ اس کے اخبارون اور رسالوں کا مقابلہ ہندستان کی دوسری
معمولی زبان کے اخباروں اور رسالون سے کیا جاسکتا ہے، یہ کوئی تعجب کی بات
نہیں کہ جس طرح سب سے پہلے اردو رسم خط کی اصلاح کی تحریک حیدرآباد
سے اٹھی تھی اسی طرح حال مین رومن رسم خط کے احیاء کا خیال بھی حیدرآباد
ھی سے اٹھا اور سنہ ۱۹۴۷ءمین سجاد مرزا صاحب نے انجمن ترقی اردو کواس کی
طرف توجہ دلائی اس تحریک پر اس انجمن نے ایک کمیٹی مقرر کی کہ اردو زبان
کے صحیح تلفظ کے اعتبار سے رومن حروف کی شکلین اور ان کی قدرین مقرر کرے۔
اس کمیٹی کے داعی جناب سجاد مرزا اور ممبر ڈاکٹر عبد الستار صدیقی ، پنڈت برج
موھن دتاتریہ کیفی اور پروفیسر نعیم الرحمن تھے لیکن ہندستان کی تقسیم اور بعد کے
سیاسی بحران کی وجہ سے معاملہ وھاں کا وھین رہا اوراس کمیٹی کی کارروائی کو
آگے بڑھانے کی نوبت نہین آئی [۳۳]۔

۳۳ ۔ اس کمیٹی کا بظاھر کبھی باضابطہ اجلاس نہ ہوا بلکہ جتنے بھی مسئلے پیدا ہوئے ان

رومن اردو رسم خط

حالات کے ایک حد تک سدھر نے کے بعد اس مسئلہ کو پھر اٹھایا گیا اور انجمن ترقی اردو حیدر اباد کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ موجودہ اردو رسم خط کے متوازی رومن حروف کی قدرین اردو زبان کے تلفظ اور اس کی ہیئت کے اعتبار سے مقرر کرے۔ انجمن نے کام اس اہم کام کے لئے ایک ذیلی مجلس مقرر کی، جس نے کئی جلسے کرکے نیچے لکھی ہوئی اسکیم منظور کی ۔ اس ذیلی مجلس مین تقریبا ہر نقطۂ نظر کے اصحاب شامل تھے اور کبھی کبھی بعض دوسرے اہل رائے صاحبان کو بھی شامل کر لیا جاتا تھا۔ [۲۴] مجلس میں ہر تلفظ اور ہر حرف کی آواز کا تعین کرنے سے پہلے سیر حاصل بحث کی گئی اور کسی بات کو نظر انداز

سب کو خط و کتابت کے ذریعے سے طے کرنے کی کوشش کی گئی ۔ بعض حروف کے تعین میں آخر تک اختلاف رہا ۔ واضح ہو کہ سنہ ۱۹۴۹ع مین راقم الحروف ایک مختصر رسالہ ۔
Some Points for and against the Adoption of Hindi, Urdu and Roman Scripts for the National Language of India.
طبع کرا کر ہندستانی کی مجلس دستور ساز کے جملہ ممبرون کے پاس گشت کرایا اس کے جواب مین بعض نہایت موقر اصحاب کے پاس سے امید افزا جوابات بھی موصول ہوئے نتیجہ جو نکلنا تھا وہی نکلا، اور دیوناگری لپی کو « سرکاری رسم خط » کی طور پر اختیار کر لیا گیا ۔

۲۴ ۔ اس کمیٹی کے مستقل ممبر ڈاکٹر یزدانی، ڈاکٹر جعفر حسن، پروفیسر عبدالقادر سروری پروفیسر حبیب الرحمن، جناب سجاد مرزا اور راقم الحروف تھے لیکن بعض مرتبہ دوسرے اصحاب سے بھی رائے لی جاتی تھی جن مین نواب سعید جنگ بہادر، نواب احمد جنگ بہادر لور جناب ساجد علی خاص طور پر ذکر کے قابل ہین ۔

نہیں کیا گیا ۔ اس کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ باوجود یکہ بعض مباحث مین اختلاف کی بڑی گنجائش تھی اور اختلافات کیے بھی گئے لیکن آخر کار جو بھی طے کیا گیا وہ کامل اتفاق رائے سے طے کیا گیا ۔ اس کمیٹی نے جو اسکیم بنائی وہ حسب ذیل ہے :۔

(۱) صحیح اور نیم صحیح حروف :۔

الف a ؛ ب b ؛ پ p ؛ ت t ؛ ٹ t′ ؛ ث ، س ، ص s ؛ ج j ؛ چ c ؛
ح ، ہ h ؛ خ x ؛ د d ؛ ڈ d′ ؛ ذ ، ز ، ض ظ z ؛ ر r ؛ ڑ r′ ؛ ژ z′ ؛
ش s′ ؛ غ g′ ؛ ف f ؛ ق q ؛ ک k ؛ ل L ؛ م m ؛ ن n ؛ نون غنہ n′ ؛
و v, w ؛ ی y ؛ ع ‘ ؛

(۲) اعراب اور طویل آوازین :۔

زبر a ؛ زیر i ؛ پیش u ؛ آ a′ ؛ ای i′ ؛ او u′ ؛ اے e′ ؛ او o ۔

اس مجمل اسکیم کے علاوہ اس کمیٹی نے حسب ذیل باتین بھی طے کیں :

۱ ۔ انگریزی زبان مین بڑے اور چھوٹے حرفون کی شکلون مین فرق کیا جاتا ہے اور ان کے استعمال کے لئے خاص قاعدے مقرر ہیں ؛ ہمین اردو مین اس فرق کو قائم رکھنے کی ضرورت نہین ۔ ہاں اگر کوئی چاہے تو محض آرائشی اغراض کے لئے بڑے حرف استعمال کرسکتا ہے بشرطیکہ ان کی شکل وہی ہو جو چھوٹے حرفون کی ہوتی ہے ۔

۲ ۔ اسی طرح رومن اردو کے لئے یہ بھی ضروری نہین کہ ہاتھ سے لکھنے کے حروف علیحدہ ہون اور چھاپے یا ٹائپ کے حروف علیحدہ ، اس فرق کو بھی جہان تک ہوسکے مٹانا چاہئے ۔

٤ - انگریزی زبان میں اوقاف کی جو علامتیں استعمال ہوتی ہیں انہیں ہمیں اختیار کرلینا چاہئے۔

٤ - انگریزی حروف تہجی میں دھرے حروف علت بھی ہوتے ہیں جنہیں Diphthong کہتے ہیں ؛ اردو میں ہر لفظ کی آواز کے مطابق بشرط ضرورت « جیسا بولو ویسا لکھو » کے اصول پر عمل کرنا چاہئے۔

رومن اردو رسم خط کا تجزیہ

اس اسکیم مین بعض باتین خاص طور پر قابل لحاظ ہین۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کمیٹی کے ممبروں کا یہ خیال ہرگز نہین تھا کہ موجودہ اردو رسم خط کی جگہ اس رسم خط کو اختیار کیا جائے۔ اس اسکیم کی جو تمہید اس کے سکریٹری جناب حبیب الرحمن صاحب نے لکھی ہے اس کے چند فقرے اس مسئلے پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہونگے۔ وہ فرماتے ہین کہ :

« اردو کو رومن رسم خط میں لکھنے کا طریقہ کوئی نئی بات نہین ہے۔ سالہا سال سے ہندستانی فوجون اور یہان کے انگریز افسرون مین اردو زبان اس لکھاوٹ کے ذریعہ سے جاری تھی اور اب بھی جاری ہے۔ ہندستانی فوج کا مسلمہ اخبار جن مختلف زبانون مین چھاپا جاتا ہے ان مین ایک اردو بھی ہے اور اس غرض کے لئے جو لکھاوٹ استعمال کی جاتی ہے وہ اردو بھی ہے اور رومن بھی - ہندستان مین ایسے اینگو انڈین اور ہندستانی عیسائیوں کی خاصی تعداد ہے جن کی مادری زبان انگریزی ہے لیکن جنہین بازارون مین اپنے روز مرہ کاروبار کے لئے اردو بول چال ہی سے کام لینا پڑتا ہے۔ آبادی کے ایسے تمام طبقوں میں اردو زبان اور لٹریچر

کو مقبول بنانے کے لئے رومن لکھاوٹ کا استعمال ضروری ھے - مزید برآن جو غیر ملکی اشخاص ھندستان کی عام بول چال یعنی اردو سیکھنا چاھین ان کے لئے بھی آسانی اسی میں ھے کہ انھین رومن حرفون میں انھین یہ زبان سکھائی جائے کیونکہ وہ پہلے سے ان حرفون کو جانتے ھین ۰۰۰۰ بہر حال اردو زبان کو پھیلانے کے طریقون مین سے یہ ایک اھم طریقہ ھے ۰۰۰ »

اس اسکیم کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ھوگا کہ اس مین صرف پچیس بنیادی حرفون سے کام لیا گیا ھے اور خصوصی تلفظ اور تمام طویل آوازون کے لئے صرف ایک ھی چھوٹے سے نشان کا استعمال کیا گیا ھے جس کے بنیادی حرف پر لگانے سے اس حرف کی اواز بدل جاتی ھے، اور یہ بات اسے بہت سی دوسری لپیوں سے ممتاز کرتی ھے - یون تو چھاپے کے لئے ٹائپ ڈھالنے مین صرف ۲۵ حروف ھی درکار ھون گے ، لیکن بالفرض نشاندار حروف کو علحیدہ علحیدہ بھی ڈھالا جائے پھر بھی نئے اردو رسم خط شکلون کی کی تعداد ۳۴ سے نہین بڑھے گی - یہ بات قابل لحاظ ھے کہ رومن اردو رسم خط سیکھنا انگریزی سے بھی زیادہ آسانی ھو جائے گا ، اس لئے کہ بڑے اور چھوٹے حرفن مین فوق باقی نہین رھے گا ، اور ساتھ ھی مطمح نظر یہی رھے گا کہ لکھاوٹ اور چھاپے کے حرف ایک ھی وضع کے ھون! -
ایک بات جو خاص طرر پر غور طلب ھے وہ یہ ھے کہ تمام دوسری زبانون کی طرح ، جنھون نے رومن رسم خط کو اپنا بنا لیا ھے ، اس نئے اردو رسم خط مین بھی کسی لفظ کی اصل پر زور نہین دیا گیا بلکہ صوتیاتی اصول پر تلفظ کے لئے حروف کا تعین کیا گیا ھے ، چنانچہ جب ھم اپنی بول چال میں ث - س - ص - یا ذ - ز - ض ، ظ کا فرق نہین کرتے اسی طرح تحریر مین بھی ان کی باریکیان رسم خط کے

لئے بوجھل اور غیر ضروری سمجھی گئیں، یہ محتاج بیان نہین کہ ان تمام اسباب کی وجہ سے رومن اردو رسم خط بنیادی تعلیم اورغیرون کو اردو سکھانے کے لئے آسان ھے، اور اندازہ لگایا گیا ھے کہ مبتدی خواہ بچہ ہو یا بڑا، اس کے لئے نیا رسم خط سیکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ لگے گا - اسے جزوی طور پر اختیار کرنے کا ایک بدیہی نیتجہ یہ بھی نکلے گا کہ ھماری بول چال ھی نہین بلکہ ادبیات کا بھی ھندستان کے ھرحصے مین پھیلاؤ ھو جائے گا اور اس سے اردو زبان کا اثر دوسری بولیوں پر پڑنا ناگزیر ھو جائے گا -

جو اسکیم انجمن ترقی اردو، حیدرآباد، نے تیار کی ھے اسے حرف آخر نہین سمجھنا چاھئے؛ اگر اردو جنتا اصول سے متفق ھو تو تفصیلین طے کرنے کے لئے کل ھند اساس پر ایک کمیٹی مقرر کی جاسکتی ھے -

بہرحال، اس مین توشبہ نہیں کہ اردو لپی کوئی بھی ھو، لیتھو کے چھاپے کو تو فی الفور خیر باد کہنا چاھئے، ورنہ وہ دن دور نہین کہ ھم فخر کیا کرین کہ اردو ھندستان مین سب سے زیادہ بولی جاتی ھے، مگر اس کو لکھنے پڑھنے والا ملک مین کوئی بھی نہ رھے -

۱ - « تاریخ یونان قدیم » ؛ اڈولف ہولم Adolf Holm کی کتاب کا انگریزی سے اردو ترجمہ ؛ جامعہ عثمانیہ ، حیدرآباد دکن ؛ ۴ جلد ، ۱۹۲۴ تا ۱۹۳۶-

۲ - « مبادی سیاسیات » ؛ دوسری اشاعت ؛ جامعہ ملیہ اسلامیہ ، دھلی ؛ ۱۹۴۱-

۳ - « مختصر تاریخ دکن » ؛ نوین ... شتہ تعلیمات ، حیدرآباد دکن ؛ ۱۹۵۰-

۴ - ...eat Bahmani Wazir
الہ آباد ؛ ۱۹۴۲ -

۵ - « نشریات » ؛ عبد القادر ...

۶ - « یورپ جنگ سے پہلے » ...

۷ - ... Bahmani Kingdom

۸ - ... Political Thought
...nd Administration

۹ - ...on of Hindi, Urdu
...nal Language

۱۰ ...olitical Thought
... انڈ ؛ in India

۱۱ - ... of the Deccan
-۱۹۵۳

۱۲ - « سیاسیات کے اصول ...

۱۳ - « سیاسیات کے اصول ...

۱۴ - « سیاسیات کے اصو ...

۱۵ - ...aly and
... ر ؛ Switzerland
ترجمہ ؛ اورین ٹ ...

مہتمم مطبوعات، سعود منزل، حمایت نگر حیدرآباد دکن
کی شائع کردہ کتابیں

Prof. H.K. Sherwani : The Bahmanis of the Deccan ;
Price Rs 15

انیسہ ہارون بیگم شروانی : «حیات ز، خ، ش»؛ قیمت تین روپیہ

پروفیسر ہارون خاں شروانی : «اردو رسم خط اور طباعت» قیمت دو روپیہ